جمہوریت کیا ہے؟

Blue Veins®
(Women Welfare & Relief Services)
(N.W.F.P) PAKISTAN.
blueveins@brain.net.pk

تعارف کتابچہ

نام	:	جمہوریت کیا ہے؟
تحریر	:	وجاہت مسعود
شائع کنندہ	:	بلیووینز
پتہ	:	21 ، اسلامیہ کلب بلڈنگ خیبر بازار پشاور، صوبہ سرحد، پاکستان۔
فون	:	091-2590412
ای میل	:	blueveins@brian.net.pk
تعداد	:	دو ہزار
تاریخ اشاعت	:	اگست 2005ء

یہ کتابچہ ڈیموکریٹک کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ کی اجازت سے دوبارہ شائع کیا گیا۔

فرد سماج اور ریاست کا باہمی رشتہ

فرد: حقوق اور ذمہ داریوں کے تعین میں سماج کی بنیادی اکائی ہے۔

سماج: مخصوص جغرافیائی حدود میں بسنے والے تمام افراد، لسانی، ثقافتی، مذہبی گروہوں اور اداروں کے مجموعے کا نام ہے۔

ریاست: مخصوص جغرافیائی حدود میں بسنے والے تمام افراد، لسانی، ثقافتی، مذہبی گروہوں اور اداروں کے باہمی رشتے کو ایک دستور کی مدد سے باقاعدہ اُصول وضوابط کا پابند کرنے سے ریاست وجود میں آتی ہے۔

ریاست کا کام: مختلف قوانین اور اِن اداروں کی مدد سے سماج میں بسنے والے تمام افراد اور گروہوں کے تحفظ، انفرادی اور اجتماعی ضروریات کی فراہمی نیز حقوق وفرائض کی نشاندہی کو یقینی بنانا ہے۔

ریاست سماج سے جنم لیتی ہے اور سماج کی مسلسل فلاح، بہتری اور ترقی کا ذریعہ ہے۔

> ریاست کا کوئی مفاد اِس میں بسنے والے افراد اور گروہوں کے باہمی اور مجموعی مفاد سے بالا (ماورا) یا متضاد نہیں ہوسکتا۔

جمہوریت کیا ہے؟

1- تمام شہریوں میں برابری جمہوریت کا بنیادی اُصول ہے

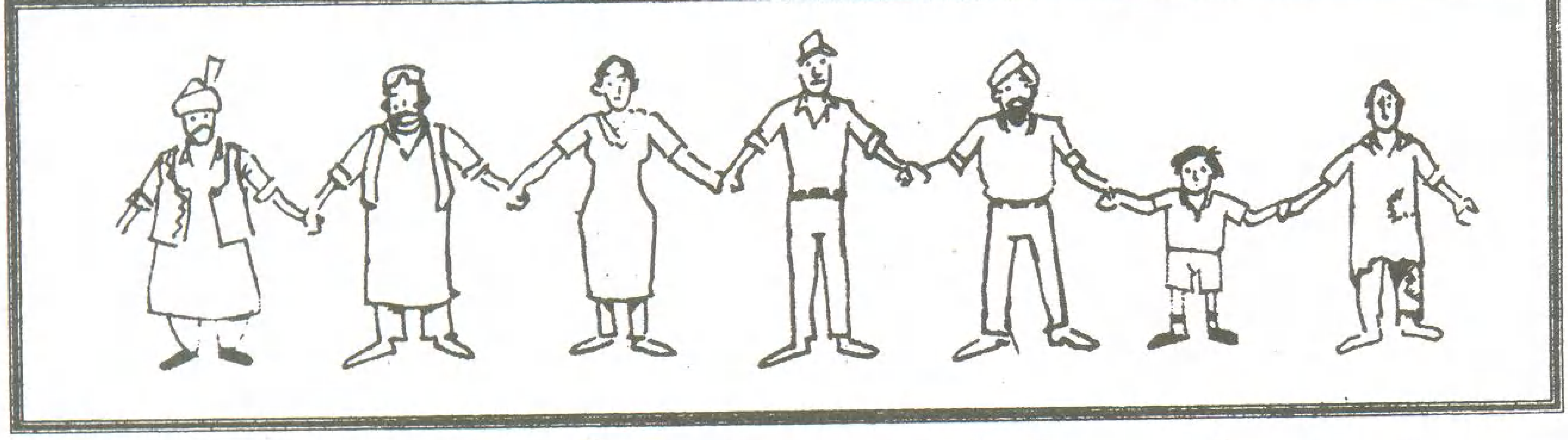

جمہوریت ایک ایسا نظام حکومت ہے جس کی بنیاد اِس اخلاقی اُصول پر رکھی جاتی ہے کہ رنگ، نسل، زبان، جنس، مذہب، دولت، عہدے، سیاسی وابستگی، ثقافتی شناخت، سماجی خیالات اور علمی نکتۂ نگاہ کے اختلافات سے قطع نظر تمام اِنسان رتبے اور حقوق کے اعتبار سے برابر پیدا ہوتے ہیں۔ اِنھیں معاشرے میں تحفظ، نشوونما اور معاشی ترقی کے ایک جیسے مواقع ملنے چاہییں۔ ہر شہری کو فیصلہ سازی اور انتظام مملکت میں حصہ لینے کا ایک جیسا حق حاصل ہے۔

2- جمہوریت میں فیصلے اکثریت رائے سے کیے جاتے ہیں تاہم اقلیت کے لیے اختلاف رائے رکھنے کا حق ختم نہیں ہوتا

جمہوریت میں فیصلے اکثریت رائے سے کیے جاتے ہیں۔ لیکن اقلیت کے لیے اختلافی رائے رکھنے اور اِس کا اظہار کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا۔ اکثریتی رائے کے اُصول کا یہ مطلب نکالنا غلط ہے کہ اقلیتی رائے رکھنے والوں کو اکثریتی رائے اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔ جمہوریت کا بنیادی اُصول اِنسانی مساوات اور اِنفرادی رائے کی مساوی حیثیت ہے، اکثریت کے لیے ویٹو کا حق نہیں۔

3- جمہوریت، ریاست کے مختلف شعبوں مثلاً مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے درمیان اختیارات اور حدود کے باہمی توازن کا نام ہے۔ ایک شعبے کے اختیارات میں کسی دوسرے شعبے کے احتسابی اختیار کی مدد سے توازن پیدا کیا جاتا ہے

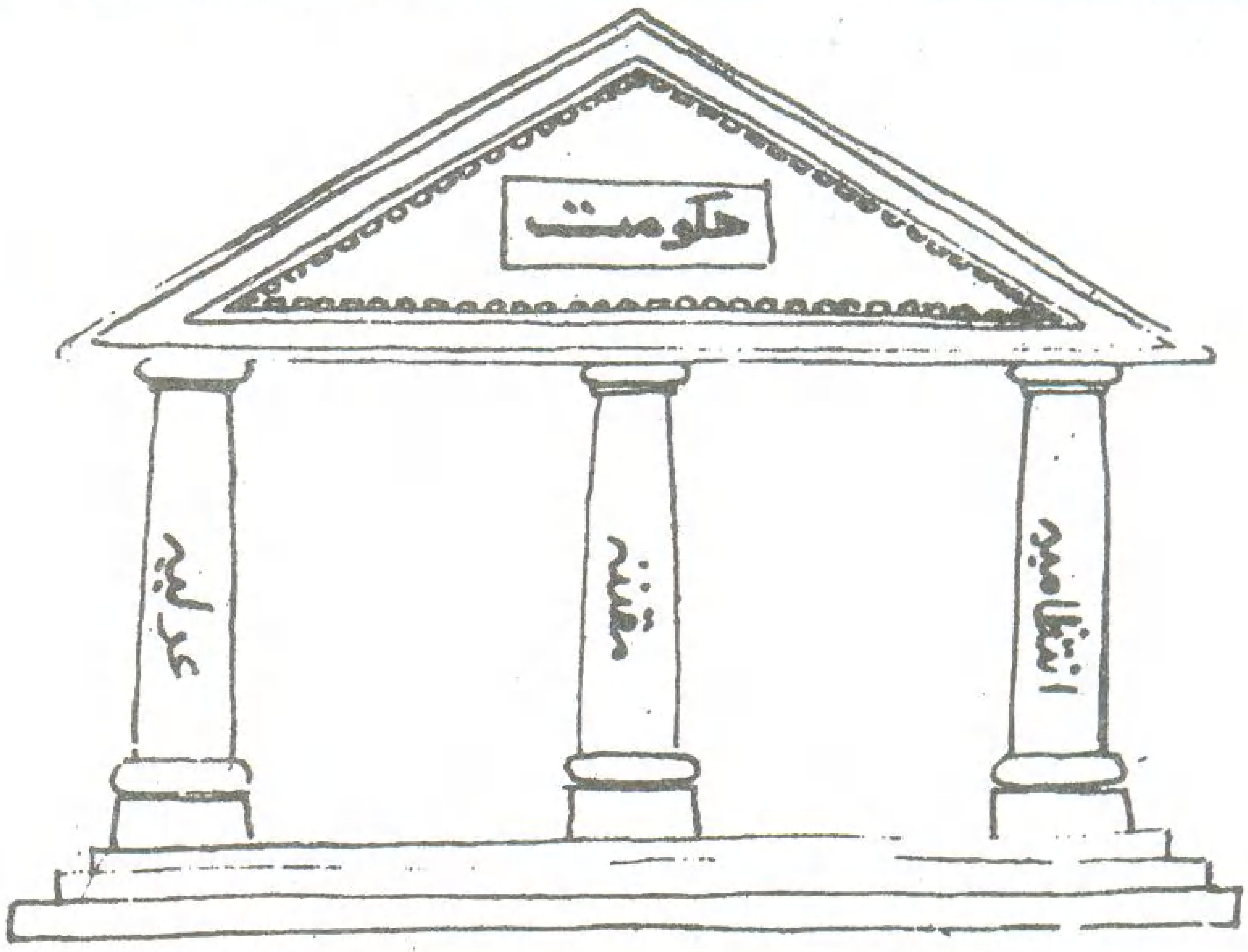

جمہوریت میں اقتدارِ مطلق، کلی اختیار یا اختیارات کے اِرتکاز کی کوئی گنجائش نہیں۔ اِس میں بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ افراد اور ادارے غلطی سے بالا نہیں۔ اگر اُنھیں مکمل اختیار مل جائے اور اُن پر کوئی روک ٹوک نہ ہو تو اُصول و ضوابط کی دھجیاں اُڑ جائیں گی۔ اختیارات کو ذاتی، گروہی اور طبقاتی مفاد کے لیے اِستعمال کیا جائے گا تو جمہوریت کے مقاصد پورے نہیں ہو سکیں گے۔ چنانچہ قابلِ عمل طریقہ یہ ہے کہ اختیارات کو ریاست کے مختلف شعبوں میں بانٹ دیا جائے اور دستور میں ہر ادارے کے حقوق و فرائض کی واضح نشاندہی کر دی جائے۔ عوام قانون ساز ادارے کے ارکان منتخب کرتے ہیں۔ قانون ساز ادارے کے ارکان، قانون سازی بھی کرتے ہیں اور اکثریت رائے سے حکومت بھی تشکیل دیتے ہیں۔ حکومت پالیسی بناتی ہے اور انتظامیہ سے اِس پر عمل درآمد کراتی ہے۔ انتظامیہ کے ارکان طے شدہ طریقہ کار کے مطابق بھرتی کیے جاتے ہیں اور ایک مخصوص عمر تک مستقل ملازمت میں رہتے ہیں۔ عدلیہ کا کام آئین کی روشنی میں قانون کی تشریح کرنا بھی ہے اور یہ دیکھنا بھی کہ حکومتی پالیسی آئین کے منافی نہ ہو۔ عدلیہ کے ارکان کا انتخاب آئین میں طے شدہ طریقہ کار کے مطابق منتخب حکومت کرتی ہے۔ اِس طرح جمہوری نظام میں ریاست کے مختلف شعبوں میں اختیارات اور ذمہ داریوں کی تقسیم سے توازن پیدا کیا جاتا ہے۔

4- جمہوریت میں اقتدارِ اعلیٰ عوام کی ملکیت ہوتا ہے

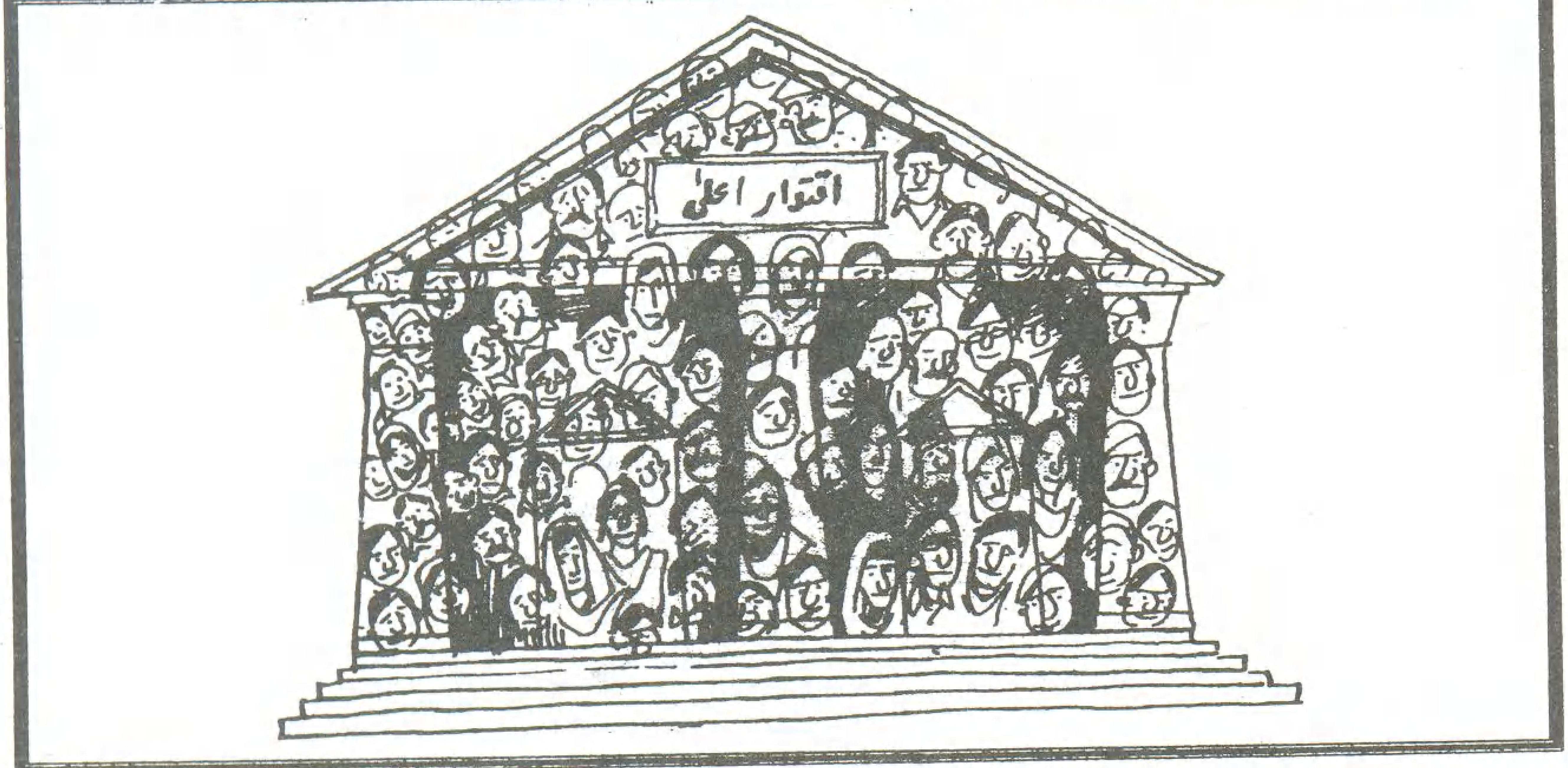

جمہوریت مطلق العنانی یا آمریت سے مکمل طور پر مختلف نظام ہے۔ قدیم بادشاہت میں یہ مفروضہ کارفرما تھا کہ کسی خاص طبقے یا خاندان کو حکمرانی کا حق اُلوہی طور پر ودیعت کیا گیا ہے اِسی طرح آمریت کا مطلب ہے طاقت کے بل پر حکومت غصب کرنا اور جمہوری تقاضوں سے بے نیاز ہو کر شخصی مفاد اور تعصبات کی روشنی میں حکومت چلانا۔

جمہوریت کی بنیاد اِس اُصول پر ہے کہ تمام شہری انتظامِ حکومت میں حصہ لینے کا مساوی حق رکھتے ہیں، خواہ وہ ووٹ کے ذریعے اپنا حق اِستعمال کریں یا کسی بھی منتخب ادارے کے لیے اُمیدوار بن جائیں اور طے شدہ طریقہ کار کے مطابق انتخاب میں حصہ لیں اور براہ راست انتظامِ مملکت میں شریک ہوں۔ جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ معاشرے میں بسنے والے تمام اِنسان ہیں۔ دراصل جمہوریت کی اصطلاح ہی عربی لفظ ''جمہور'' سے نکلی ہے۔ جس کا مطلب ہے ''عوام''۔ جمہوریت کا لغوی مطلب ہے عوام کی حکومت۔

غیر جمہوری حکومت طاقت کے بل پر وجود میں آتی ہے، طاقت کے اِستعمال سے قائم رکھی جاتی ہے اور طاقت کے اِستعمال ہی سے ختم ہوتی ہے۔ غیر جمہوری حکومت اپنا جواز طاقت سے حاصل کرتی ہے۔ جمہوری حکومت عوام کی مرضی سے وجود میں آتی ہے۔ عوام کی بہتری کے کام کرنے کو اپنا مقصد قرار دیتی ہے اور اگر عوام کسی اور سیاسی گروہ کو سیاسی اقتدار کا موقع دینا چاہیں تو جمہوری حکومت تبدیل ہو جاتی ہے۔ جمہوریت کا جواز عوام کی مرضی ہے۔

جمہوری ریاست میں اقتدار کا سرچشمہ عوام (جمہور) ہوتے ہیں چنانچہ جمہوریت میں بلند ترین مقام عوام کی رائے کو حاصل ہوتا ہے اور جمہوری نظام کی اعلیٰ ترین ترجیح عوام کی حفاظت اور ترقی ہے۔

5- قانون کی نظر میں تمام شہریوں کی برابری قائم کیے بغیر جمہوریت کامیاب نہیں ہو سکتی

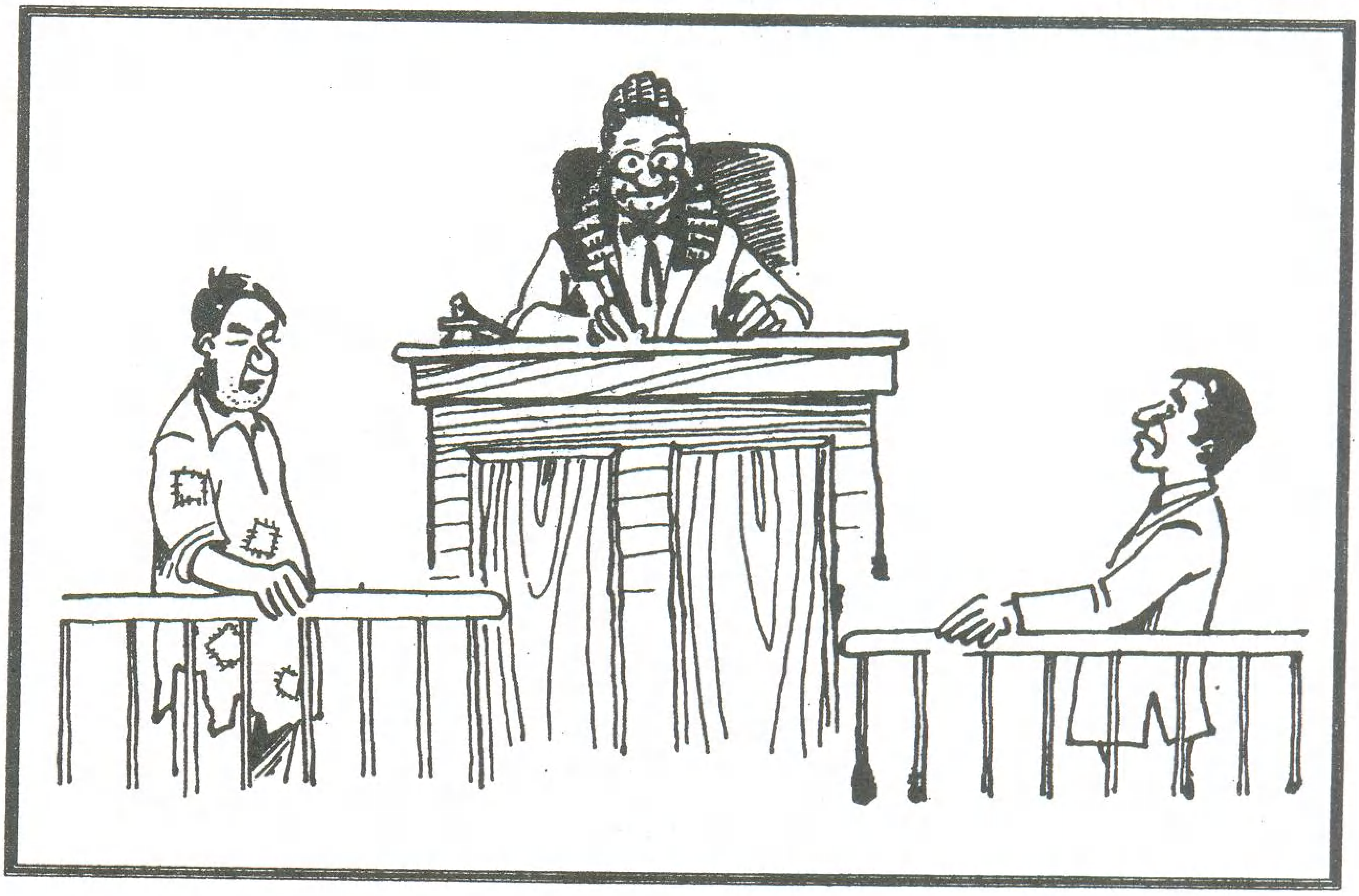

جمہوریت کا بنیادی تصور اِنسانی مساوات ہے۔ یعنی یہ اخلاقی اُصول کہ تمام انسان رتبے اور حقوق کے اعتبار سے برابر ہیں۔ ''قانون'' ایک ایسا معاشرتی ادارہ ہے جس کا بنیادی مقصد افراد اور گروہوں کے باہمی تعلق، حقوق اور فرائض کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کر کے اِنصاف فراہم کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جمہوریت، اِنصاف کا تقاضا کرتی ہے اور اِنصاف فراہم کرنا ''قانون'' کا فرض ہے۔

اگر شہریوں کو اپنی معاشی، سیاسی اور سماجی حیثیت کی بنیاد پر قوانین اور عدالتی عمل پر اثر انداز ہونے کا موقع مل جائے تو اِنصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ معاشرے میں اِنصاف کے بغیر انسانی مساوات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جمہوریت کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ''قانونی مساوات'' بنیادی جزو کی حیثیت رکھتی ہے۔ ''قانون کی نظر میں تمام شہریوں کی مساوات'' قائم کیے بغیر سیاسی، سماجی اور معاشی مساوات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔

6- تمام شہریوں کی بہتری (فلاح) حفاظت اور ترقی کو یقینی بنانا جمہوریت کا حتمی مقصد ہے

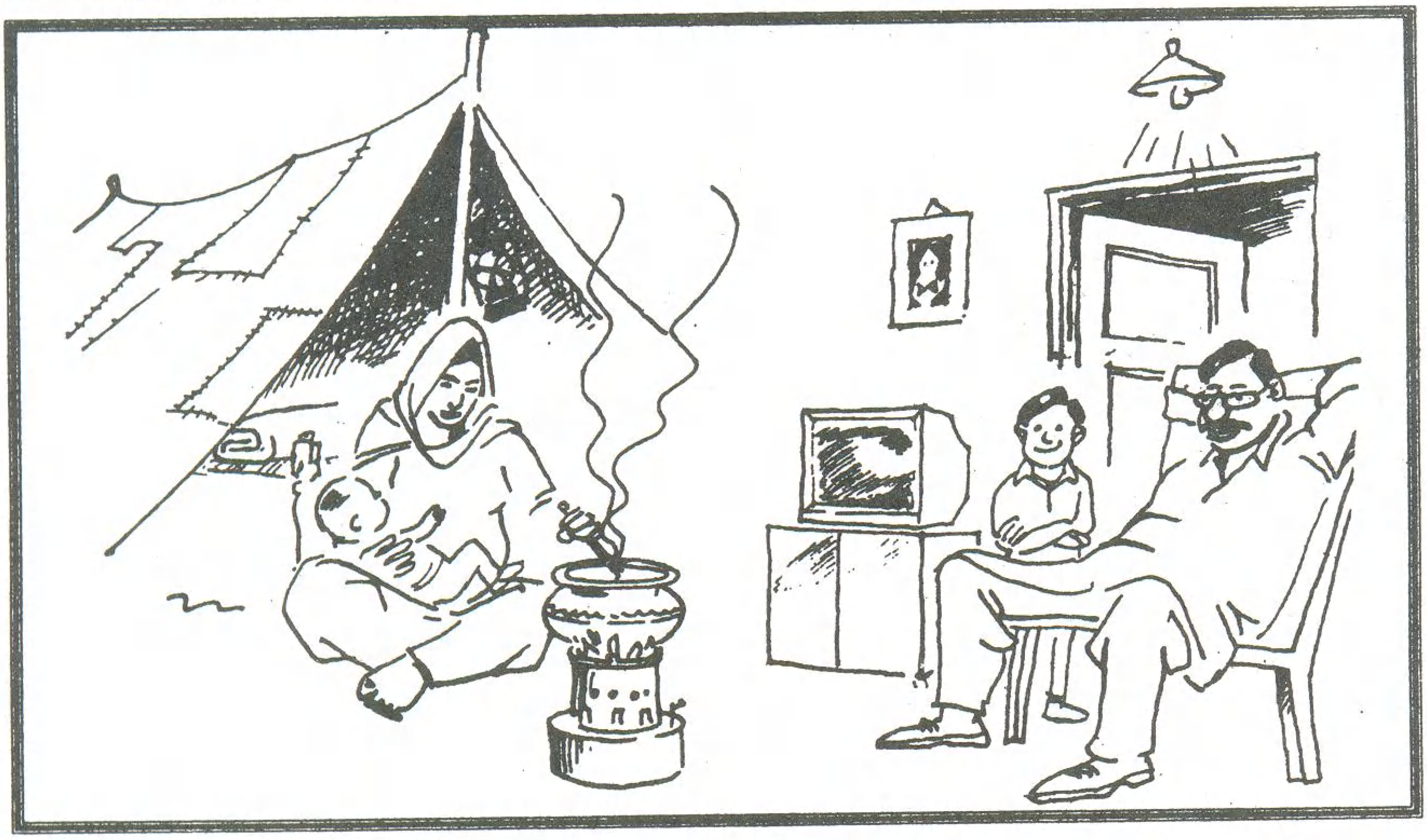

جمہوریت محض ووٹ ڈالنے اور اسمبلیاں قائم کرنے کا نام نہیں۔ جمہوریت ایسی حکومت ہے جو عوام کی مرضی سے قائم ہوتی ہے اور اِس کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں۔

1- داخلی اور بیرونی خطرات سے تمام شہریوں کی حفاظت کرنا۔

2- تمام شہریوں کو روزمرہ زندگی کی سہولیات و خدمات فراہم کرنا۔

3- ایسے قوانین اور پالیسیاں تشکیل دینا جن کی مدد سے معاشرتی ہم آہنگی اور امن و امان قائم ہو، معاشی طور پر لوگوں کا معیارِ زندگی ترقی کرے نیز ملک میں مستحکم سیاسی روایات قائم ہوں۔

جمہوریت کے بارے میں کہا جاتا ہے۔

لوگوں کی حکومت (کون حکومت کرے گا/ گی؟)

لوگوں کی مدد سے قائم ہونے والی حکومت (کیسے حکومت کرے گا/ گی؟)

لوگوں کے لیے قائم ہونے والی حکومت (کیوں حکومت کرے گا/ گی؟)

اِس اُصول کا تیسرا حصہ جمہوری حکومت کا مقصد بیان کرتا ہے جو عوام کی حفاظت، بہتری اور ترقی ہے۔

7- جمہوری عمل کی کامیابی کے لیے مذہب اور ریاستی امور میں مکمل علیحدگی لازمی ہے

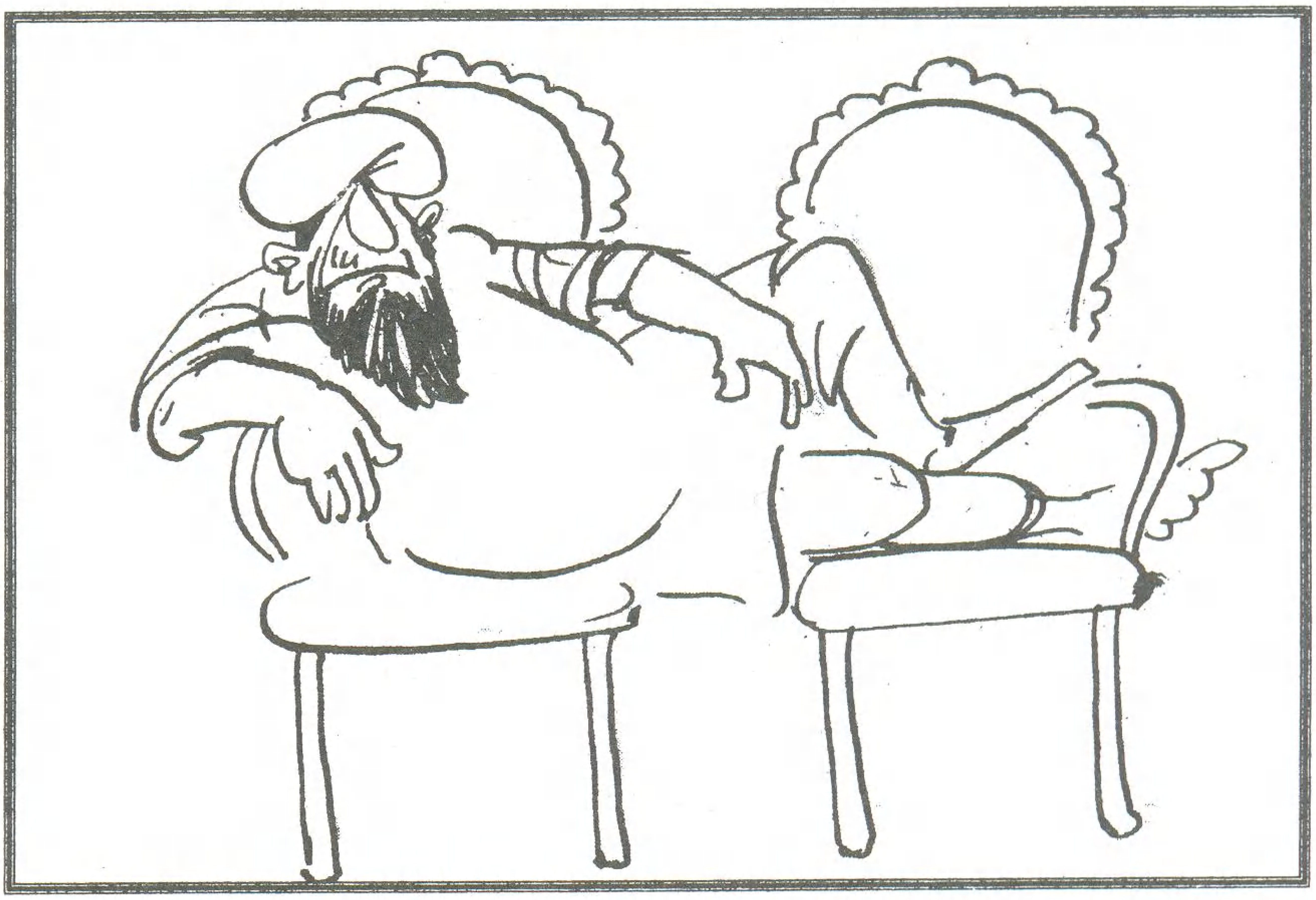

اِنسانی معاشرے میں مذہب اور عقیدے کا تنوع ختم نہیں کیا جا سکتا۔ مختلف مذاہب کے عقائد میں اختلاف تو ایک طرف، ایک ہی مذہب کے پیروکاروں میں بھی عقائد کا حیران کن اختلاف ممکن ہوتا ہے۔ بحث مباحثے یا جبر کے ذریعے اِنسانوں کو کسی ایک مذہب کی پیروی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ہر شہری اپنے اِنفرادی ضمیر کی روشنی میں عقیدہ اختیار کرنے کا حق رکھتا ہے تاہم جمہوریت چند عملی اُصولوں کی بنیاد پر معاشرے کے تمام شہریوں اور گروہوں کے باہمی تعلقات کو منضبط کرنے کا طریقہ کار ہے۔ اِن عملی اُصولوں پر اتفاقِ رائے کے لیے تمام شہریوں کا کسی ایک مذہب پر کاربند ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر کسی ایک مذہب کے عقائد کو عملی اُصولوں کی بنیاد قرار دیا جائے تو دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے لیے جمہوری عمل میں شریک رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جمہوریت میں تمام عقائد اور مذاہب کا یکساں احترام کیا جاتا ہے۔ عقیدے کو ہر شہری کا ذاتی معاملہ قرار دیا جاتا ہے اور اِسے اپنے عقائد پر کاربند ہونے کی پوری آزادی ہوتی ہے۔ تاہم جمہوری عمل، دستور اور ریاستی اُمور میں کسی مذہب کے عقائد کو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ جمہوری عمل کی کامیابی کے لیے مذہب اور ریاستی اُمور میں مکمل علیحدگی لازمی ہے۔

8- جمہوری نظام میں تمام شہریوں کو براہ راست یا منتخب نمائندوں کے ذریعے نظام حکومت میں حصہ لینے کا مساوی حق حاصل ہوتا ہے

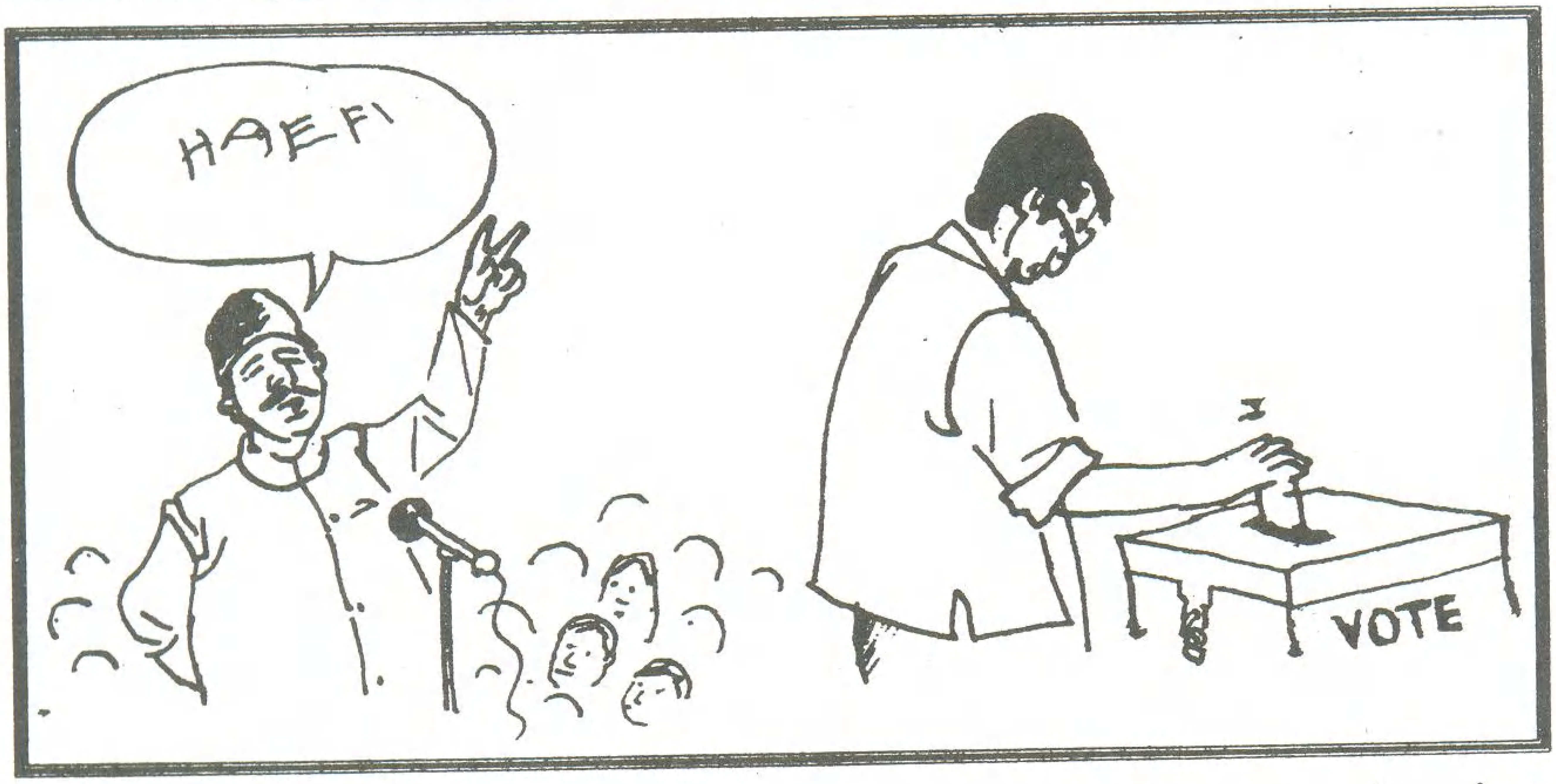

اِنسانی تاریخ میں سیاسی حکمرانی کے مختلف تصورات مختلف زمانوں اور خطوں میں رائج رہے ہیں۔ چھوٹے موٹے فرق کے ساتھ اِن تصورات کو تاریخی طور پر تین درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

شخصی حکومت: فردِ واحد، ظلِ سبحانی کے منہ سے نکلنے والا ہر لفظ قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ ظلِ سبحانی کی تلوار اُن کی حکومت کا جواز ہے۔ عوام ظلِ سبحانی کی رعایا ہے۔ اُن کی عنایات کی محتاج اور اُن کے عتاب سے خوفزدہ۔ وہ جسے چاہیں اُس کا منہ موتیوں سے بھر دیں جسے چاہیں اُس کی کھال کھینچ لیں۔ اُن کے مزاج میں آئے تو محل کھڑے کریں، باغات بنوائیں۔ اُن کی طبیعت مائل ہو تو تالاب اور سڑکیں بنوائیں۔

چند سری حکومت: فردِ واحد کی حکومت سے اگلا درجہ کسی خاص نسل یا پیشے سے تعلق رکھنے والے شہریوں کی حکومت ہے۔ مثال کے طور پر روم میں صاحب جائیداد لوگوں کی حکومت۔ 14 ویں صدی سے لے کر 17 ویں صدی تک یورپ میں جاگیردار اُمرا کی حکومت وغیرہ۔ اِس نظام میں حکمرانی کا حق صرف ایک خاص طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو حاصل ہوتا ہے۔ باقی عوام اُن کی رعایا تصور ہوتی ہے۔ ایسی حکومت میں تمام قوانین، پالیسیاں اور ادارے صرف حکمران ٹولے کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ ایسی حکومت میں سیاسی استحکام،

سماجی اُمن وامان اور معاشی ترقی کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔ سیاسی طور پر حکمران ٹولے میں ہر وقت باہمی سازشوں کا بازار گرم رہتا ہے۔ سماجی طور پر محروم طبقات اور مراعات یافتہ گروہ میں کشمکش رہتی ہے اور نا منصفانہ قوانین اور پالیسیوں کے باعث امیر اور غریب کا فرق بڑھتا رہتا ہے۔

جمہوری حکومت: جمہور کا لفظی مطلب ہے عوام۔ جمہوریت کا مطلب ہے لوگوں کی حکومت۔ ایسے نظام میں رنگ، نسل، مذہب، زبان، جنس، سماجی و معاشی حیثیت کے فرق سے قطع نظر، ہر شہری کو حق حاصل ہوتا ہے وہ اگر چاہے تو مملکت کے کسی بھی سیاسی عہدے کے لیے اُمیدوار ہو اور اگر متعلقہ عوام اُس کی رہنمائی قبول کرنے پر آمادہ ہوں اور اُسے ووٹ دیں تو وہ کاروبارِ مملکت میں اُن کی راہنمائی کرے۔ اور اگر کوئی شہری سیاست میں حصہ لینے کی بجائے صرف قانون کی پابندی، پیداواری سرگرمیوں میں شرکت اور اپنی نجی زندگی میں بنیادی اخلاقی اُصولوں کی پاس داری پر اِکتفا کرنا چاہیے تو وہ صرف رائے دہی (ووٹ) کا حق استعمال کرے یعنی بالواسطہ طور پر نظامِ حکومت میں شریک ہو۔ جمہوریت میں کسی شہری کا (سیاسی عمل میں) شریک ہونا، رضا کارانہ فیصلہ ہے لیکن اُصولی طور پر ریاست ہر شہری کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ سیاست میں شریک ہو اور اپنے ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرے۔ جمہوری نظام میں شہریوں کا سیاسی عمل میں شریک ہونا قابلِ تعریف بات سمجھی جاتی ہے۔ دوسری طرف چندسری حکومت میں عوام کے سیاست میں حصہ لینے کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے، اِسی طرح فردِ واحد کی مطلق العنان حکومت تو سیاست میں حصہ لینے اور نظام حکومت میں حصہ ڈالنے کے خواہش مند شہریوں کو حکمران کا ذاتی دشمن اور غدار سمجھتی ہے۔

جمہوری حکومت میں ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ سیاسی شعور حاصل کرے، سیاسی عمل میں شریک ہو اور اگر وہ عوامی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اعلیٰ ترین عہدوں پر پہنچ کر ملک وقوم کی خدمت کرے۔

9- عوام کے سامنے حکمرانوں کی باقاعدہ، لازمی اور اداراتی سطح پر جواب دہی جمہوریت کا سنگ بنیاد ہے

جمہوریت ذمہ دار اور جواب دہ حکومت کا نام ہے۔ عوام کی مرضی سے قائم ہونے والی حکومت اپنی کارکردگی اور اَفعال کے لیے عوام کے سامنے جواب دہ ہے کیونکہ عوام اپنے سیاسی نمائندوں کو اختیارات کا لطف اُٹھانے کے

لیے نہیں بلکہ عوام کی خدمت کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ عوام کی سطح پر منتخب حکومت کا احتساب عوام کا حق ہے اور خود کو ہمہ وقت احتساب کے لیے تیار رکھنا جمہوری حکومت کا فرض ہے۔

اِس احتساب کی صورت محض غیر معمولی حالات میں خصوصی عدالتوں کا قیام یا احتجاجی تحریکوں کی توڑ پھوڑ نہیں بلکہ جمہوری حکومت باقاعدہ احتساب کے لیے قوانین اور ادارے یعنی مربوط نظام تشکیل دیتی ہے۔ جمہوری احتساب

کی بہترین صورت باقاعدہ وقفوں سے انتخابات کا انعقاد ہے جن میں عوام ووٹ کے ذریعے کسی سیاسی جماعت یا سیاسی نمائندے کی کارکردگی پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کا بنیادی فرض بھی حکومتی کارکردگی پر نظر رکھنا اور غلطیوں کی نشاندہی کرنا ہے۔ جمہوری نظام میں حزبِ اختلاف بھی احتساب کے ضمن میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اِسی طرح قانون کی نظر میں ''تمام شہریوں کی برابری'' کا اُصول اِس امر کی ضمانت فراہم کرتا ہے کہ حکمرانوں کو کسی بھی غلطی پر ''عدالتی کارروائی'' کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ اِن اُصولوں کی روشنی میں دیکھیں تو جمہوری نظام ''جواب دہی اور احتساب'' کے مربوط نظام کی موجودگی میں مطلق العنان حکومت سے مکمل طور پر مختلف ہوتا ہے۔

10- جمہوریت میں پرامن مکالمے کے ذریعے اجتماعی اور مشاورتی دانش سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ جمہوریت اپنی کامیابی کے لیے فردِ واحد کی ذہانت پر انحصار نہیں کرتی

جمہوریت میں مختلف اِداروں، روایات اور قوانین کی مدد سے معاشرے میں موجود اجتماعی ذہانت اور علمی و فکری سرمائے سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے تاکہ عوام کی زیادہ سے زیادہ ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ بحث و مباحثہ اور مشاورت،

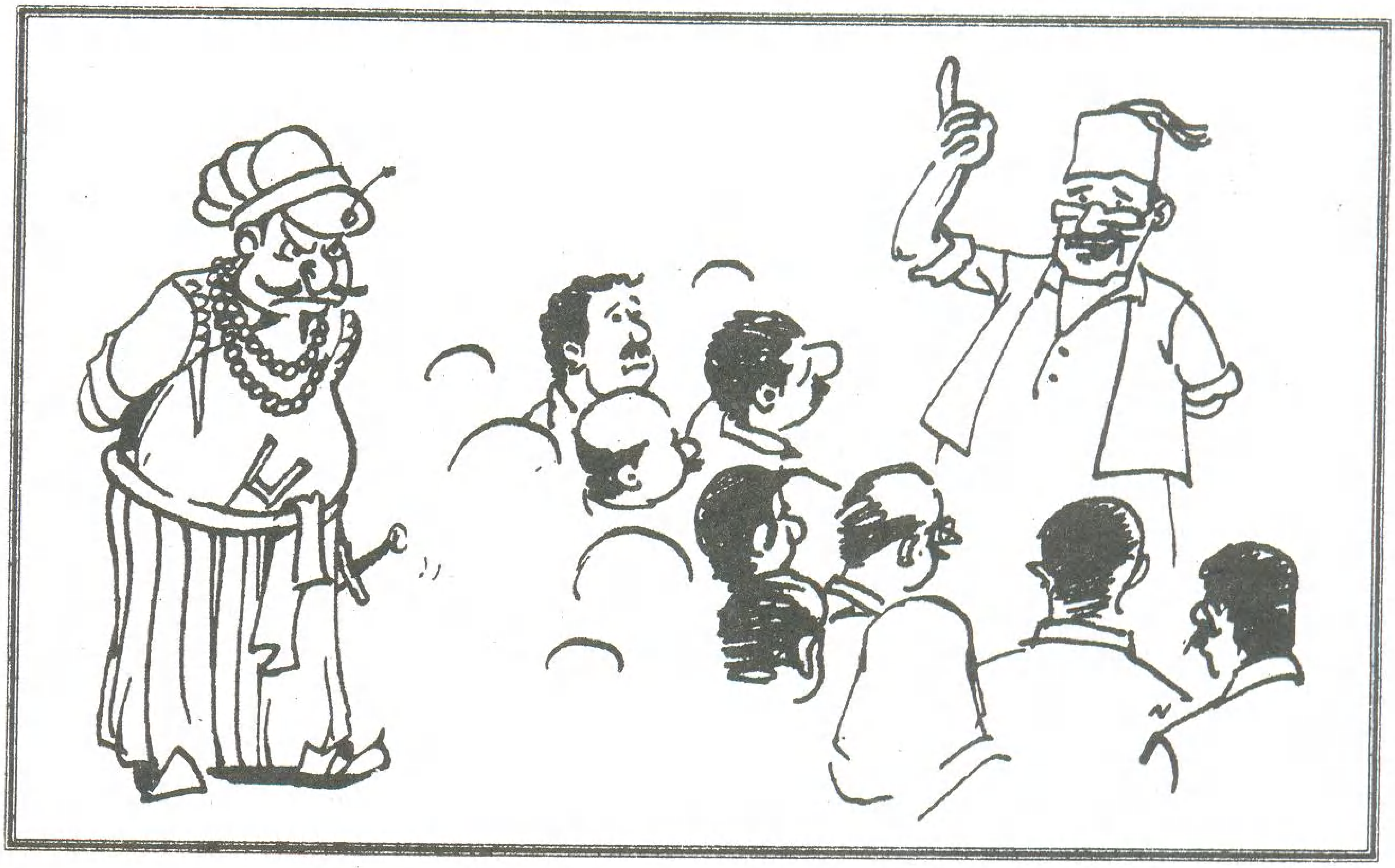

جمہوریت کے مسلمہ اُصول ہیں۔

دوسری طرف مطلق العنان حکومت میں معاشرے کی ترقی کی یا تباہی کا اِنحصار فردِ واحد کی اہلیت، صلاحیت اور رویوں پر رہتا ہے۔ اِن دونوں نظاموں میں اصل فرق کسی بھی بحران کی صورت میں کُھل کر سامنے آجاتا ہے۔ فردِ واحد کی حکومت میں کوئی حادثہ ہوجائے یا حکمران بیمار ہوکر کاروبارِ مملکت چلانے کے قابل نہ رہے یا حکمران کسی خاص نفسیاتی کیفیت میں ذہنی توازن کھو بیٹھے تو کاروبارِ مملکت مفلوج ہوکر رہ جاتا ہے۔ عوام کی ترقی تعطل کا شکار ہو جاتی ہے۔ اقتدار پر نظر رکھنے والے افراد گِدھوں کی طرح حکمران کے اِردگرد منڈلانے لگتے ہیں۔ دوسری طرف جمہوریت میں طویل مدتی پالیسیاں ہوتی ہیں، اِدارے ہوتے ہیں اور کسی بحرانی صورتِ حال میں اختیار کیا جانے والا طریقۂ کار ٹھیک ٹھیک متعین ہوتا ہے۔ چنانچہ جمہوری نظام میں حکمران اچانک انتقال کر جائے، ملک پر قدرتی آفت ٹوٹ پڑے یا عوام انتخابات کے ذریعے حکومت تبدیل کرنے کا فیصلہ کریں، ملک و قوم کا سفر طے شدہ سمت میں کم و بیش یکساں رفتار سے جاری رہتا ہے۔

مثال: (i)۔ 1967ء میں پاکستان کے مطلق العنان حکمران عارضۂ قلب کا شکار ہوئے اور کاروبارِ مملکت کم و بیش تین ہفتوں تک معطل رہا۔ سرکاری افسران اپنے فرائض ادا کرنے کی بجائے نئے حکمرانوں کے بارے میں قیاس آرائیاں کرتے رہے۔ فوج کے سربراہ نے اقتدار کی بو پا کر صدر کو قریباً یرغمالی بنالیا اور

ایوان صدر میں وزرا، سیاسی راہنماؤں اور سرکاری افسران کے داخلے پر پابندی لگا دی۔ فیلڈ مارشل کی حکومت اِس صدمے سے کبھی نہ سنبھل سکی۔

(ii)۔ وِنسٹن چرچل دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ کے وزیر اعظم بنے تھے۔ اُنھوں نے ایسے سخت مرحلے میں برطانیہ کی قیادت سنبھالی جب جرمنی پورا یورپ فتح کر چکا تھا۔ ابھی روس اور امریکا جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ جرمن طیارے ہر رات لندن پر آگ برسا رہے تھے۔ ایسے کڑے وقت پر چرچل نے برطانیہ کی شاندار قیادت کی۔ بالآخر مئی 1945ء میں اتحادیوں کو جرمنی پر فتح حاصل ہوئی۔ اِسی سال برطانیہ میں انتخابات ہوئے اور چرچل کو شکست ہوئی۔ اِنسانی تاریخ کی خوفناک ترین جنگ کا فاتح عوام کے ووٹوں کی لڑائی ہار کر گھر واپس چلا گیا۔ برطانوی عوام کی بالادستی قائم رہی اور اُنھوں نے چرچل کی بلند قامت شخصیت کو خاطر میں لائے بغیر اپنا جمہوری فیصلہ سُنایا۔

جو قومیں اپنی ترقی کے لیے فردِ واحد پر اِنحصار کرتی ہیں اُنھیں اکثر مایوسی اور ناکامیوں کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اُن کی تاریخ میں اِس طرح کے جملے عام طور پر ملتے ہیں کہ بدقسمتی سے ظلِ سبحانی کی بے وقت موت سے ملک و قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔ دوسری طرف جو قومیں اِداروں کے ذریعے اپنی اجتماعی دانش کو بروئے کار لاتی ہیں، اُن کی ترقی کا سفر ہموار رہتا ہے۔

11- جمہوری تجربے کی کامیابی کے لیے عسکری اور انتظامی قوتوں پر جمہوری، تمدنی اور علمی قوتوں کی فیصلہ کن بالادستی لازمی ہے

جمہوریت اِنسانی معاشرت اور تمدن کے اجتماعی امکانات کو متفقہ ضابطۂ کار کا پابند کرتی ہے۔ زبان، ثقافت، پیشہ وارانہ مہارتوں، سیاسی نقطۂ نگاہ، سماجی نمونوں اور اقتصادی مفادات کے تنوع سے اِنسانی معاشرے کا مجموعی اِمکان تشکیل پاتا ہے۔ اِنسانی تاریخ، قوت سے علم اور جبر سے اِنصاف کی طرف مسلسل سفر ہے۔ اِنسانی تاریخ میں طاقت کے بل پر جارحیت کے ذریعے دوسری قوموں کے معاشی وسائل اور سماجی امکانات پر تسلط کی روایت قدیم اور مضبوط ہے۔ چنانچہ ہر ریاست کو بیرونی جارحیت سے دفاع کی ضرورت پیش آتی ہے۔ یہ ضرورت عارضی لیکن عملی اور ضروری ہے۔

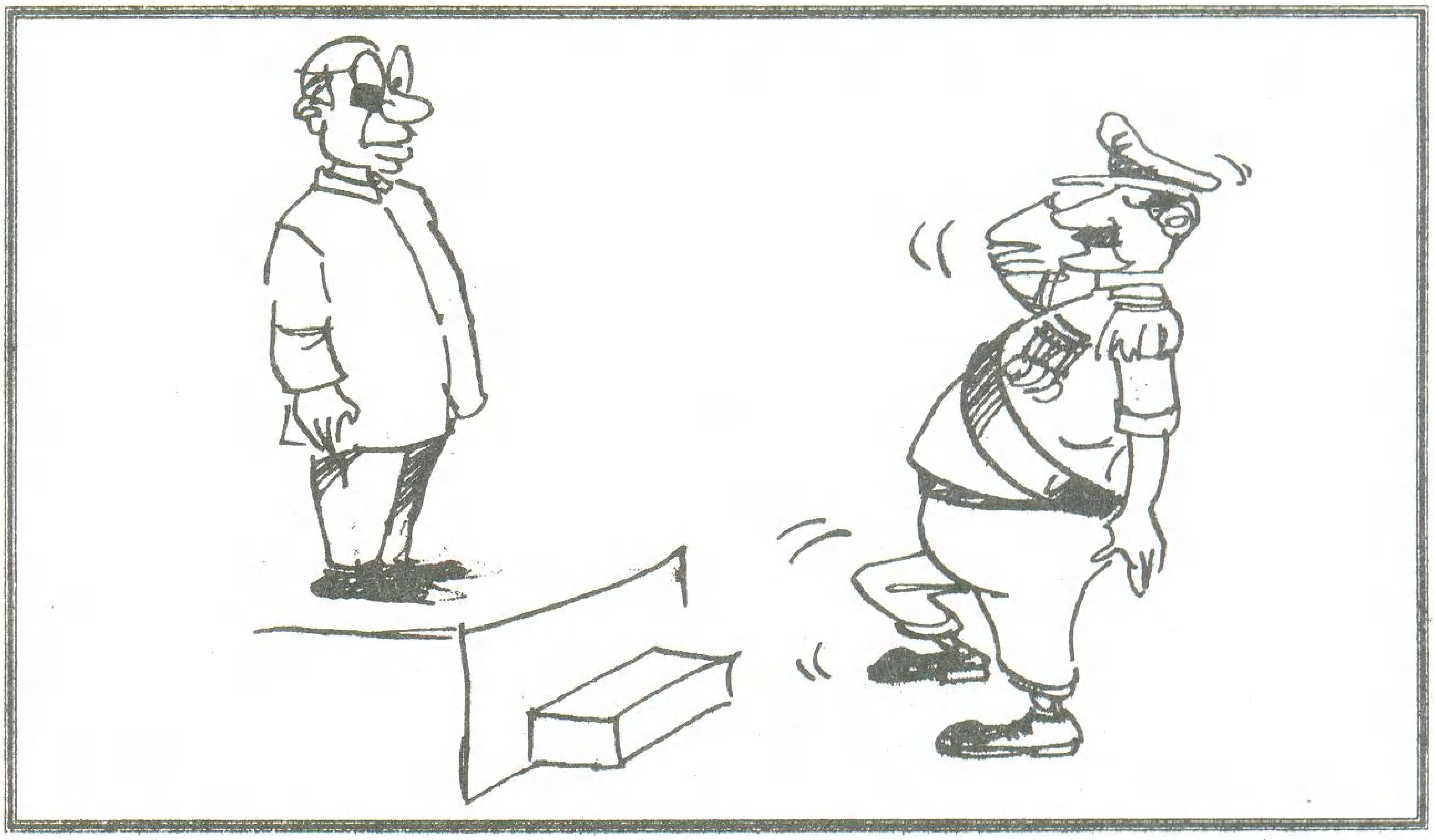

تاہم چونکہ دفاع کے لیے درکار عسکری قوت، اختلاف رائے، مکالمے اور تخلیقی تنوع کے بنیادی جمہوری اُصولوں سے متناقض ہے لہٰذا داخلی طور پر جمہوری ثقافت کے فروغ، پیداواری عمل کے استحکام اور مسلسل اِنسانی ترقی کے لیے لازم ہے کہ عسکری اور انتظامی قوتوں پر جمہوری اور تمدنی قوتوں کی فیصلہ کُن برتری کو قائم رکھا جائے۔ کسی بھی ملک کی فوج بیرونی جارحیت سے دفاع کا ذریعہ ہے لیکن اپنی قوم کے اجتماعی امکانات کی محتسب نہیں۔ جمہوریت کی کامیابی اور جمہوری مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ ملک کی فوج اِس ادراک اور شعور کے ساتھ سرحدوں کی پاسبانی کرے کہ عوام بالادست اور فیصلہ کن قوت ہیں۔ جمہوری تجربے کی کامیابی کے لیے عسکری اور انتظامی قوتوں پر جمہوری، تمدنی اور علمی قوتوں کی فیصلہ کن بالادستی لازمی ہے۔

12- جمہوریت میں منظم اداروں، مربوط ضابطوں اور احتیاط سے تیار کی ہوئی پالیسیوں کی مدد سے کاروبار حکومت چلایا جاتا ہے۔ جمہوریت میں من مانے اقدامات کی گنجائش نہیں ہوتی

جمہوریت میں غیر معمولی طور پر ذہین افراد کی کارکردگی پر بھروسہ کرنے کی بجائے ادارے قائم کیے جاتے ہیں جو طے کردہ طریقہ کار کے مطابق کام کرتے ہیں اور اُن کی کارکردگی کو باقاعدہ سمت دینے کے لیے بنیادی اُصول اور ترجیحات طے کی جاتی ہیں جنھیں پالیسی کہتے ہیں۔ دوسری طرف غیر جمہوری نظام میں حکمران شخص یا ٹولے کی اُفتادِ طبع (مَن مرضی) کی روشنی میں مفادات کو تحفظ دینے کے لیے کام کیا جاتا ہے چنانچہ اِنسانی تاریخ میں ایسی مثالوں

کی کمی نہیں کہ نیرو کو اچانک خیال آیا کہ روم شہر نئے سرے سے تعمیر کیا جائے اور پورا شہر جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ بادشاہ سلامت نے اپنی حکومت کی یادگار چھوڑنے کے لیے ایک بڑی عمارت (مثلاً اہرام مصر) تعمیر کروائی جس پر ہزاروں غلام، کئی سال تک کام کرتے رہے۔ فتح پور سیکری کے محلات تعمیر ہوئے مگر حکمران بدلتے ہی دارالخلافہ دوبارہ دہلی منتقل ہو گیا۔ کنیز نے نمازِ فجر کے لیے بادشاہ سلامت (اورنگ زیب) کو وقت سے پہلے جگا دیا جو یہ کہتے ہوئے بیدار ہوئے ''سر بریدن لازم است''۔ بادشاہ سلامت نے سڑک پر ایک غریب آدمی دیکھا، اُن کا مزاج اچھا تھا۔ اُنھوں نے غریبوں میں کمبل اور روٹیاں بانٹنے کا حکم دیا۔ اُن پر غصہ طاری ہوا تو حکم دے دیا کہ پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس کوئی شخص اُن کے محل کے اِرد گرد نظر نہ آئے۔

16ویں اور 17ویں صدی میں دُنیا بھر میں بحری قوت رکھنے والی ریاستوں کا سورج چمک رہا تھا۔ مگر ہندوستان کے مغل حکمرانوں کو نااہل درباریوں نے پٹی پڑھائی کہ ہندوستان کے پانیوں میں وہ خاصیت ہی نہیں کہ یہاں پر بھاری بحری جہاز چلائے جاسکیں، دراصل مغل دربار میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو شمالی پہاڑوں سے آئے تھے اور سمندری زندگی کا کوئی تجربہ نہیں رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پرتگیزی، فرانسیسی اور برطانوی آبادکار اپنی بحری قوت کے بل پر ہندوستان پہنچ گئے۔ ہندوستانی سپاہیوں کے پاس پرانی طرز کی بندوقیں تھیں جبکہ چقماق (Flint) سے رگڑ کھا کر چلنے والی بندوقوں سے مسلح مغربی سپاہیوں نے ہندوستانی سپاہیوں کے لشکر تباہ کر ڈالے۔

13- جمہوریت کی کامیابی کے لیے منصفانہ معاشی مواقع کی ضمانت ضروری ہے

اِنسانی معاشرہ پیداواری عمل کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ پیداواری عمل سے مراد ہے اِنسانی ہاتھوں یا عقل کے اِستعمال

سے اشیا بنانا یا پہلے سے موجود اشیا کی قدر (قیمت) اور افادیت میں اضافہ کرنا۔ اِنسانی معاشرے میں پیداواری عمل کا تسلسل بذات خود پیداواری ذرائع میں اِرتقا کا باعث بھی بنتا ہے۔ ذرائع پیداوار میں اِرتقا فلسفہ، فنون، ثقافت، معاشرت اور تمدن میں اِرتقا کو محرک فراہم کرتا اور سمت دیتا ہے۔

جمہوریت معاشرے میں موجود مختلف النوع تمدنی، ثقافتی اور معاشی مفادات میں کُھلے مکالمے اور پرامن بقائے باہمی کے لیے طے شدہ طریقہ کار ہے۔ معاشی وسائل پر کسی گروہ کی اجارہ داری کے نتیجے میں معاشی ذرائع کا اِرتقا ٹھہر جاتا ہے۔ تمدنی اور ثقافتی مظاہر جامد ہو جاتے ہیں اور جمہوری عمل جاری نہیں رہ پاتا۔ چنانچہ جمہوریت اور معاشی اَجارہ داری ایک ساتھ نہیں چل پاتے۔ معاشی اَجارہ داری ریاست کی بھی ہو سکتی ہے اور سرمایہ دار خاندانوں اور اِداروں کی بھی۔ ہر دو طرح کی معاشی اَجارہ داری جمہوری نظام کی کمزوری اور خرابی کا باعث بنتی ہے۔

جمہوری عمل کے بلا روک ٹوک تسلسل اور استحکام کے لیے معاشی سطح پر تین عوامل کا موجود ہونا ضروری ہے۔

1- تمام شہریوں کے لیے بنیادی معاشی ضروریات مثلاً غذا، تعلیم، علاج معالجہ، رہائش اور شہری سہولتوں کی فراہمی کی آئینی ضمانت تا کہ اقتصادی وجوہات کی بنا پر کسی شہری کا معاشی، تمدنی اور علمی امکان مجروح نہ ہو۔

2- کُھلی منڈی کی معیشت۔

3- نقصان دہ معاشی اجارہ داری کو روکنے اور منصفانہ معاشی مواقع کی نمود کے لیے قوانین اور پالیسیوں کی سطح پر مؤثر ریاستی مداخلت۔

14- جمہوریت ایسا اجتماعی نظام ہے جس میں نقطہ نظر، اقدار اور پالیسیوں کے تنوع کی گنجائش ہوتی ہے۔ طاقت کے بل پر کسی ایک نقطہ نظر کو عوام پر مسلط کرنے سے جمہوریت کی بنیاد ختم ہو جاتی ہے

جمہوریت دراصل ایک نظریہ نہیں جس میں گھڑے گھڑائے مفروضات پر یقین رکھنا ہر شہری کے لیے لازم قرار پائے۔ جمہوریت ایک طریقہ کار کا نام ہے۔ سماجی بحث مباحثے اور بقائے باہمی کے طریقے طے کرنے کے بعد ہر شہری کو اختیار ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حقائق، اپنے ملکی حالات اور اپنے علم و تدبر کو کام میں لاتے ہوئے اِنسانوں کی بہتری اور ملک کی ترقی کے لیے نت نئی راہیں نکالے۔ مثال کے طور پر ایک جمہوری نظام میں ایسے لوگ

بھی کام کر سکتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں معیشت کی بنیاد زراعت پر ہے لہٰذا ہمیں زرعی ترقی پر زور دینا چاہیے اور اِسی معاشرے میں ایسے لوگ بھی موجود ہو سکتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ جدید عہد میں بین الاقوامی تجارت اور سرمائے کے رجحانات کے پیشِ نظر ہمیں صنعتی ترقی پر زور دینا چاہیے۔ یہ دونوں نقطہ نظر اور اِن سے مختلف بے شمار دوسرے نقطہ ہائے نظر جمہوریت میں بیک وقت موجود ہو سکتے ہیں۔ ہر طبقۂ فکر کے نمائندوں کا حق ہے کہ دلائل اور مثالوں کے ساتھ اپنی بات لوگوں کے سامنے رکھیں۔ دوسری طرف غیر جمہوری نظام میں طاقت کے بل پر عوام پر کوئی ایک نقطہ نظر مسلط کر دیا جاتا ہے اور پھر اُسے مقدس قرار دے دیا جاتا ہے۔ مقدس قرار دینے کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ اِس خاص معاملے پر بحث مباحثے کی گنجائش نہیں۔ چنانچہ مخالف نقطہ نظر کو دباتے ہوئے پسندیدہ نقطہ نظر میں رنگ برنگی خوبیاں تلاش کی جاتی ہیں۔

انسانی زندگی ایک وسیع اور پیچیدہ عمل کا نام ہے۔ کسی ایک نظریے میں یا کسی ایک خیال میں تمام خوبیاں موجود نہیں ہو سکتیں۔ اِنسانوں کا حق ہے کہ اُن کے سامنے تمام ممکنہ امکانات رکھے جائیں اور اُنھیں اپنا فیصلہ کرنے کی آزادی دی جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی ایک وقت میں ایک خاص نقطہ نظر کی ضرورت ہو اور وقت کے ساتھ معاشرہ ایک ایسے مرحلے میں پہنچے جہاں ہمیں نقطہ نظر اور پالیسی تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئے۔ جمہوری نظام میں عوام کے پاس فیصلہ کرنے کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے جبکہ غیر جمہوری نظام میں معمول کے مطابق

ایسی تبدیلی اور ایسا تنوع ممکن نہیں ہوتا۔ غیر جمہوری نظام میں تبدیلی ایک جوار بھاٹے، بھونچال اور حادثے کی شکل میں سامنے آتی ہے جس سے اِنسانی اور مالی وسائل بھی ضائع ہوتے ہیں اور افراط وتفریط کا امکان بھی پیدا ہوتا ہے۔ جمہوریت ایک بڑا دریا ہے جس میں بہت سے ندی نالے شامل ہوتے اور اُس کی قوت میں اضافہ کرتے ہیں۔ غیر جمہوری نظام اِنسانی امکانات کے بڑے دریا کو محدود کرتا ہے۔ جس طرح اچھی فصل کے لیے درختوں میں پیوند لگانا ضروری ہوتا ہے، جس طرح مختلف نسلوں کے اختلاط سے اچھی نسل کے جانور میسر آتے ہیں، اِسی طرح جمہوریت میں طرح طرح کے نقطہ ہائے نظر کو اپنا کام کرنے کی اجازت دینے سے ایک طاقتور، خوشحال اور پُرامن معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

15- جمہوری نظام میں رائے عامہ بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ ہر شہری کو پُرامن ذرائع سے رائے عامہ بنانے میں حصہ لینے کا مساوی حق حاصل ہوتا ہے

جمہوریت عوام کی رائے سے قائم ہونے والی حکومت کا نام ہے۔ عوام کی رائے اُسی صورت میں مناسب ہوسکتی ہے جب اُنھیں معلومات فراہم کی جائیں، اُنھیں مختلف نقطہ نظر تک رسائی حاصل کرنے کا موقع دیا جائے اور

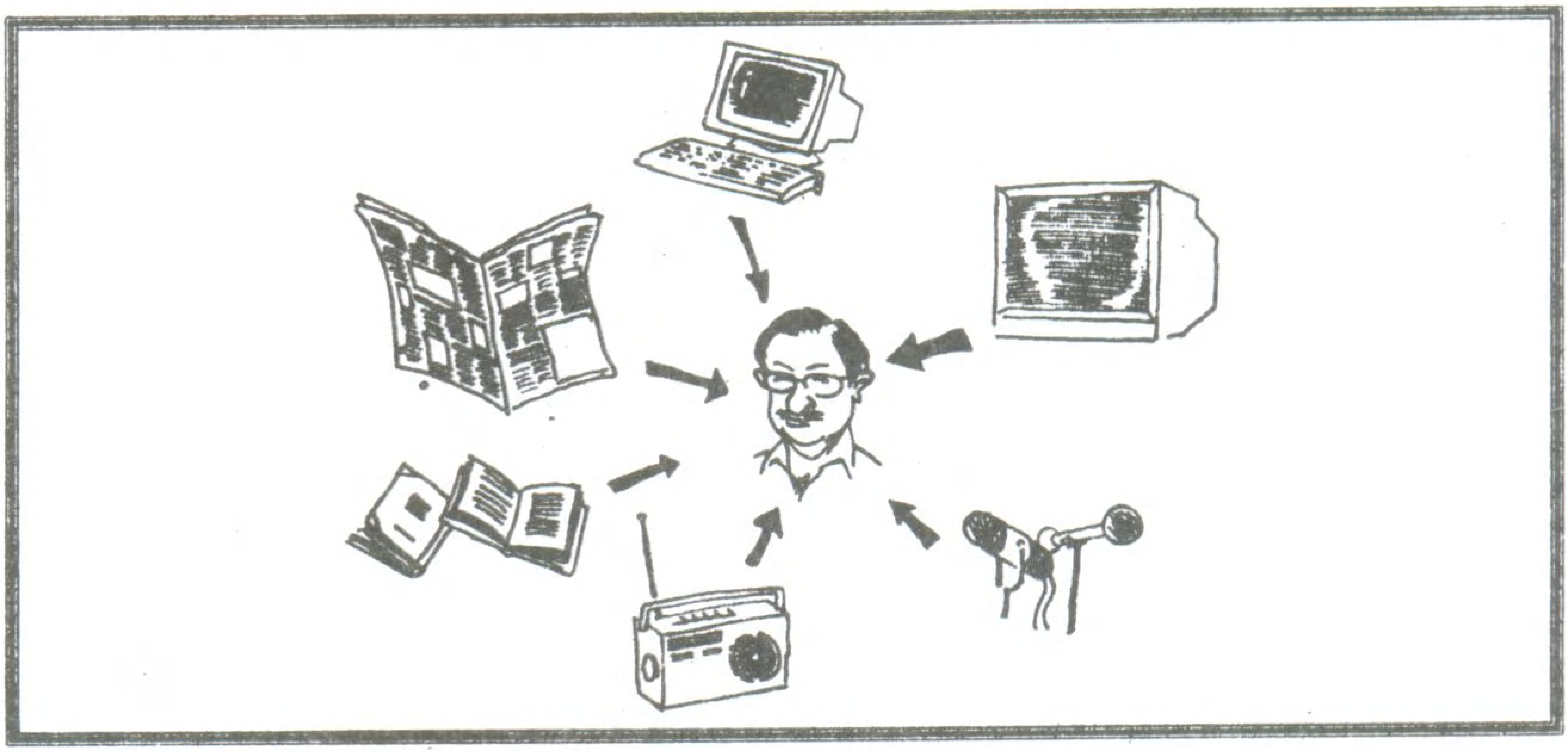

معاشرے میں موجود مختلف افراد اور گروہوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنی سمجھ اور اپنے علم کے مطابق لوگوں کو حالات و واقعات کی رفتار سے آگاہ رکھیں۔ اِس سارے عمل کو رائے عامہ تشکیل دینا کہتے ہیں۔ اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن، جلسے جلوس، بحث مباحثہ، سیمینار، کتابیں، علمی مقالے اور اشتہارات وغیرہ، یہ سب رائے عامہ بنانے کے مختلف ذریعے ہیں۔ جمہوری معاشرہ اِن ذرائع پر صرف اُسی حد تک پابندی لگاتا ہے کہ اِس حق کو اِستعمال کرتے ہوئے امن وامان

برقرار رکھا جائے، تشدد سے کام نہ لیا جائے۔ ہر شخص کو اپنی بات کہنے کا حق ہے، اپنی بات زبردستی منوانے کا حق نہیں۔

16- جمہوری نظام کی کارکردگی پر نظر رکھنے کے لیے اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی آزادی ضروری ہے

اخبارات اور ذرائع ابلاغ جمہوریت کے اِحتسابی نظام کا حصہ ہیں۔ اِن کا کام حکومت کی کارکردگی پر نظر رکھنا بھی ہے اور حکومت و عوام کے درمیان پل کا کام کرنا بھی ہے یعنی عوام کی مشکلات سے حکومت کو آگاہ کیا جائے اور

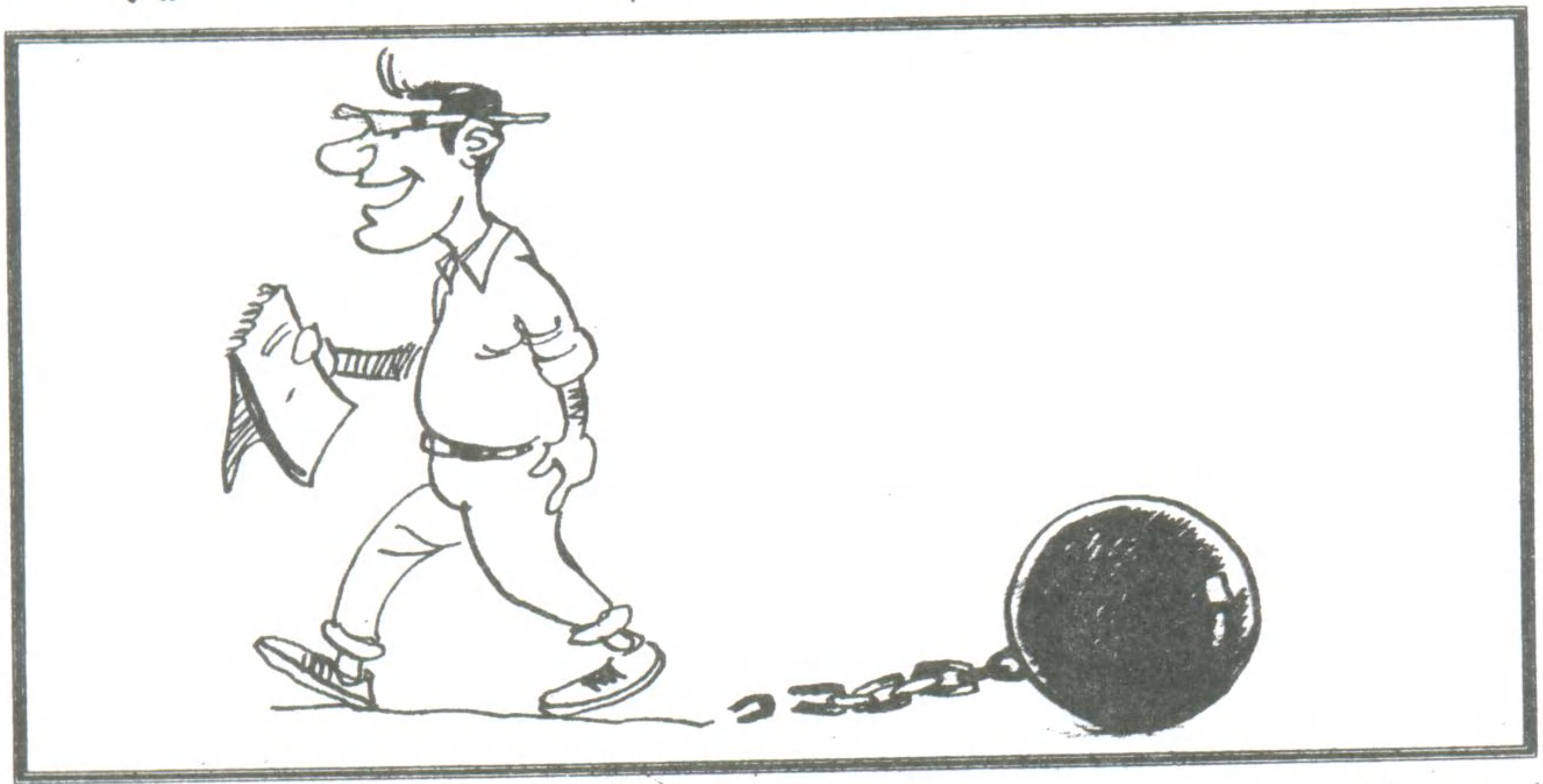

حکومتی نقطہ نظر عوام کے سامنے لایا جائے۔ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ یہ کام تبھی کر سکتے ہیں جب اُنھیں آزادانہ طور پر کام کرنے کی اجازت دی جائے ورنہ ذرائع ابلاغ کی ساکھ قائم نہیں ہوسکتی۔ حکومتی نقطہ نظر کی افادیت کو عوام نہیں مانتے اور عوام کی مشکلات حکومت تک نہیں پہنچ پاتی اور ہر دو صورتوں میں جمہوری نظام کی کامیابی ممکن نہیں ہوتی۔

17- جمہوریت کی روح اختلاف رائے کو برداشت کرنے میں ہے۔ ہر شہری کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے، دوسروں سے اختلاف کرنے، اپنے خیالات پر غور و فکر کرنے، ان پر نظر ثانی کرنے اور انہیں تبدیل کرنے کا حق ہوتا ہے

جمہوریت میں ایک بنیادی مفروضہ یہ ہے کہ تمام اِنسان عقل و فہم رکھتے ہیں اور اپنے بُرے بھلے پر غور کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اِسی طرح ہر اِنسان غلطی بھی کرسکتا ہے اور اُسے یہ موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنے خیال کا اظہار

کرے، اپنی رائے قائم کرے اور اگر اِس پر غور و فکر کر کے اِسے تبدیل کرنا چاہے تو یہ بھی کرے۔ ہمیں معاشرے میں بہت سے لوگوں سے اختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم جن لوگوں سے اختلاف رکھتے ہیں اُن پر زبردستی اپنی رائے ٹھونسنے کا حق نہیں رکھتے۔ جمہوریت مختلف نقطہ ہائے نظر کے درمیان مسلسل مکالمے کا نام ہے۔ اِس مکالمے میں برداشت اور رواداری بنیادی شرائط ہیں۔

18- جمہوریت میں عوامی فلاح اور قومی بہتری کے بارے میں اختلاف رائے ذاتی دشمنی نہیں ہوتا

جمہوریت میں حکمرانی فردِ واحد یا کسی خاص گروہ کا حق نہیں۔ جمہوریت میں رائے عامہ تبدیل ہوتی رہتی ہے اور مستقل اکثریت یا مستقل اقلیت کا تصور نہیں پایا جاتا۔ افراد اور گروہ اپنے خیالات کو حتمی اور واحد حقیقت کی بجائے

ایک نقطہ نظر سمجھتے ہیں جس پر مزید غور و فکر اور نظر ثانی کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ چنانچہ عوامی بہتری اور قومی فلاح کے بارے میں اختلافِ رائے کا مطلب کسی خاص شخص یا گروہ سے دشمنی نہیں ہوتا۔

غیر جمہوری معاشرے میں مراعات یافتہ افراد اور گروہ اپنے سے اختلاف کرنے والوں کو اپنا ذاتی دشمن سمجھتے ہوئے اُن پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتے ہیں لیکن جمہوری نظام میں حکمرانوں کا سب سے پہلا فرض اپنے مخالفین کو قانون کا وہی تحفظ فراہم کرنا ہے جو خود اُنھیں حاصل ہوتا ہے۔

19- حکومتی سطح پر جمہوریت کی کامیابی کے لیے خاندان، گلی کوچوں اور کاروبار میں بھی جمہوری رویوں کی ضرورت ہوتی ہے

جمہوریت کا مطلب محض ووٹ کے ذریعے قومی اسمبلی سے لے کر بلدیات تک کے نمائندے منتخب کرنا نہیں ہے بلکہ جمہوریت ایک طرزِ زندگی ہے۔ جمہوریت چند اخلاقی اُصولوں پر عمل کرنے کا نام ہے جن میں اِنسانی

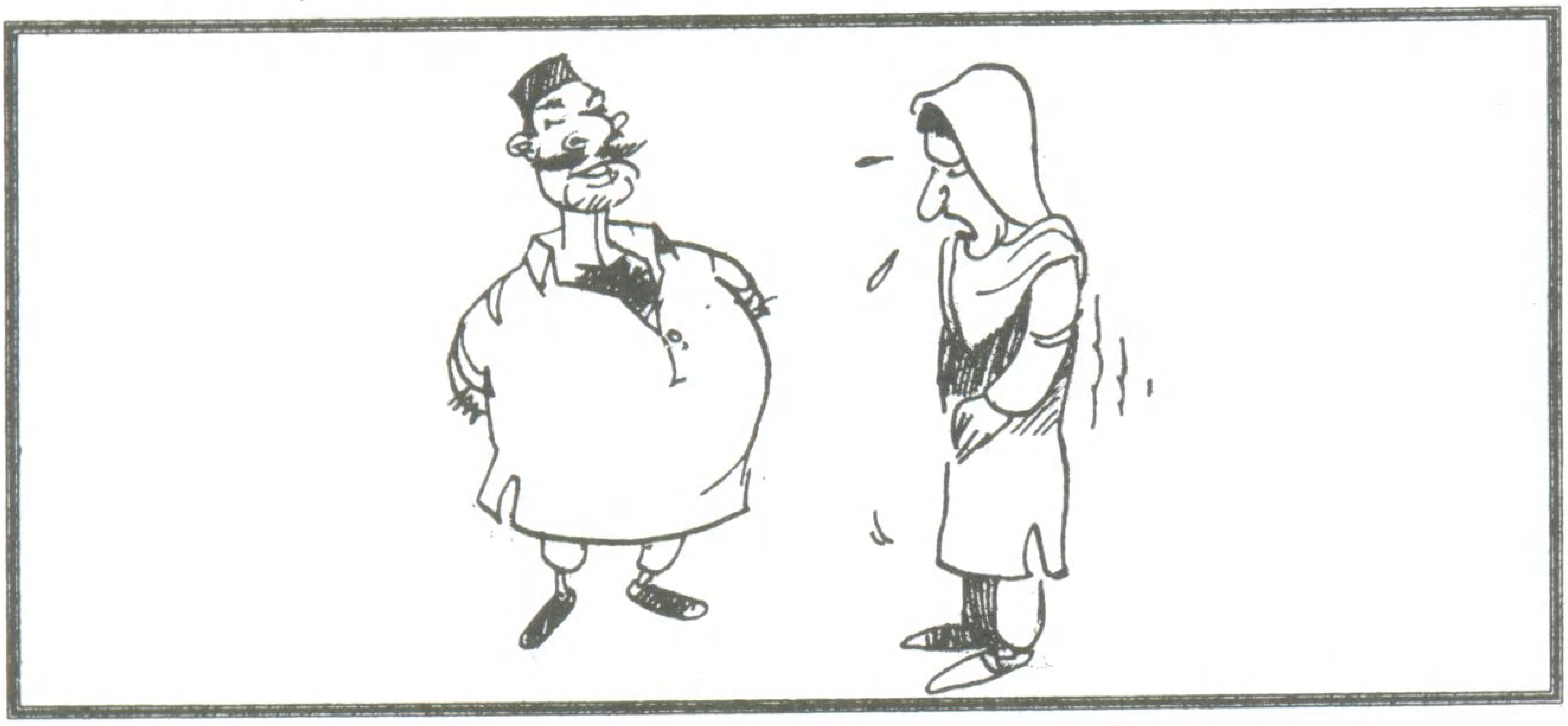

مساوات، اختلافِ رائے کا حق، فکر و عمل کی آزادی اور مشاورت جیسے اُصول شامل ہیں۔ چنانچہ جمہوری معاشرے کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ریاست کے علاوہ معاشرے میں خاندان، دوست احباب، کاروباری مراکز اور گلی کوچوں میں بھی یہی اصول رائج ہوں۔ غیر جمہوری رویے رکھنے والے معاشرے میں جمہوری حکومت کیسے چل سکتی ہے؟ اِسی طرح غیر جمہوری حکومت معاشرے میں جمہوری رویے پیدا نہیں کر سکتی۔

20- جمہوریت کی کامیابی کے لیے مضبوط سول سوسائٹی کی موجودگی ضروری ہے

جمہوریت کا منبع سماج ہے۔ جمہوریت ایک ایسی حکومت ہے جسے معاشرہ یعنی عوام قائم کرتے ہیں۔ جمہوری حکومت

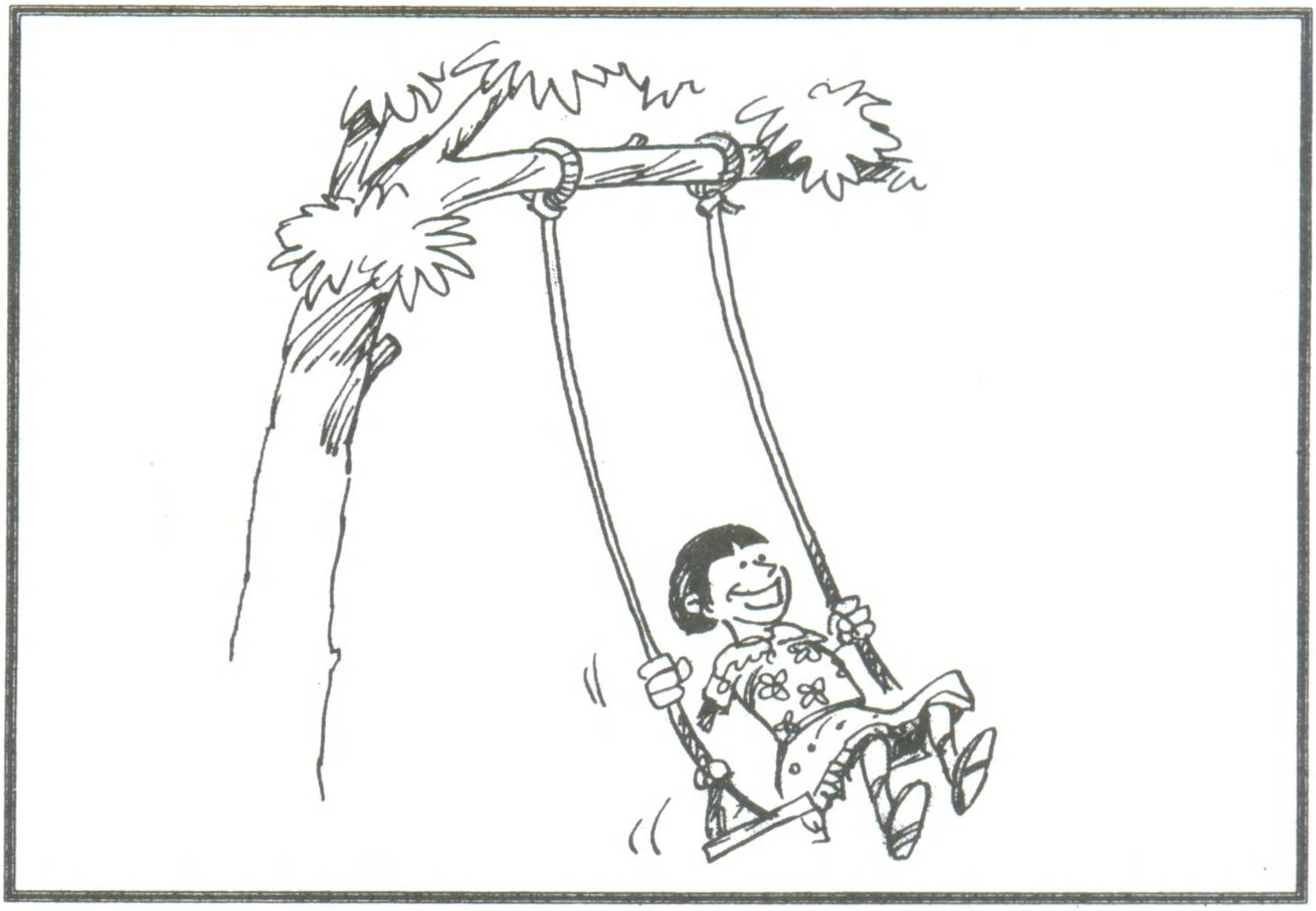

ریاستی طاقت کے بل پر وجود میں نہیں آتی۔ چنانچہ جمہوری حکومت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ اِس میں عوام مختلف ذرائع مثلاً تنظیم سازی، تقریر، تحریر اور اجتماع وغیرہ کے ذریعے اپنی اُمنگوں اور خواہشات کو واضح شکل دے سکیں۔ حکومت کی کارکردگی پر نظر رکھ سکیں اور جمہوری عمل کو آگے بڑھا سکیں۔ اِس عمل کو سول سوسائٹی کہا جاتا ہے۔

جمہوریت کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں حکومت کے اثر سے آزاد، مضبوط سول سوسائٹی موجود ہو جو آزادانہ اور پُر امن طریقے سے تقریر، تحریر، اجتماع اور انجمن سازی کے ذریعے عوامی اُمنگوں کا اظہار کر سکے۔

21- جمہوری نظام حکومت میں نادانستہ یا دانستہ غلطیوں کی بروقت، پرامن اور ہموار طریقے سے اصلاح کی گنجائش موجود ہوتی ہے

غیر جمہوری نظام میں حکمران افراد یا ٹولے سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ اُسے تسلیم ہی نہیں کرتے اور جب پانی سر سے گزر جائے تو معاشرے میں تخریب کاری اور توڑ پھوڑ شروع ہو جاتی ہے۔

دوسری طرف جمہوریت میں معاشرتی بحث مباحثہ کی روایت ہوتی ہے۔ سیاسی جماعتیں موجود ہوتی ہیں،

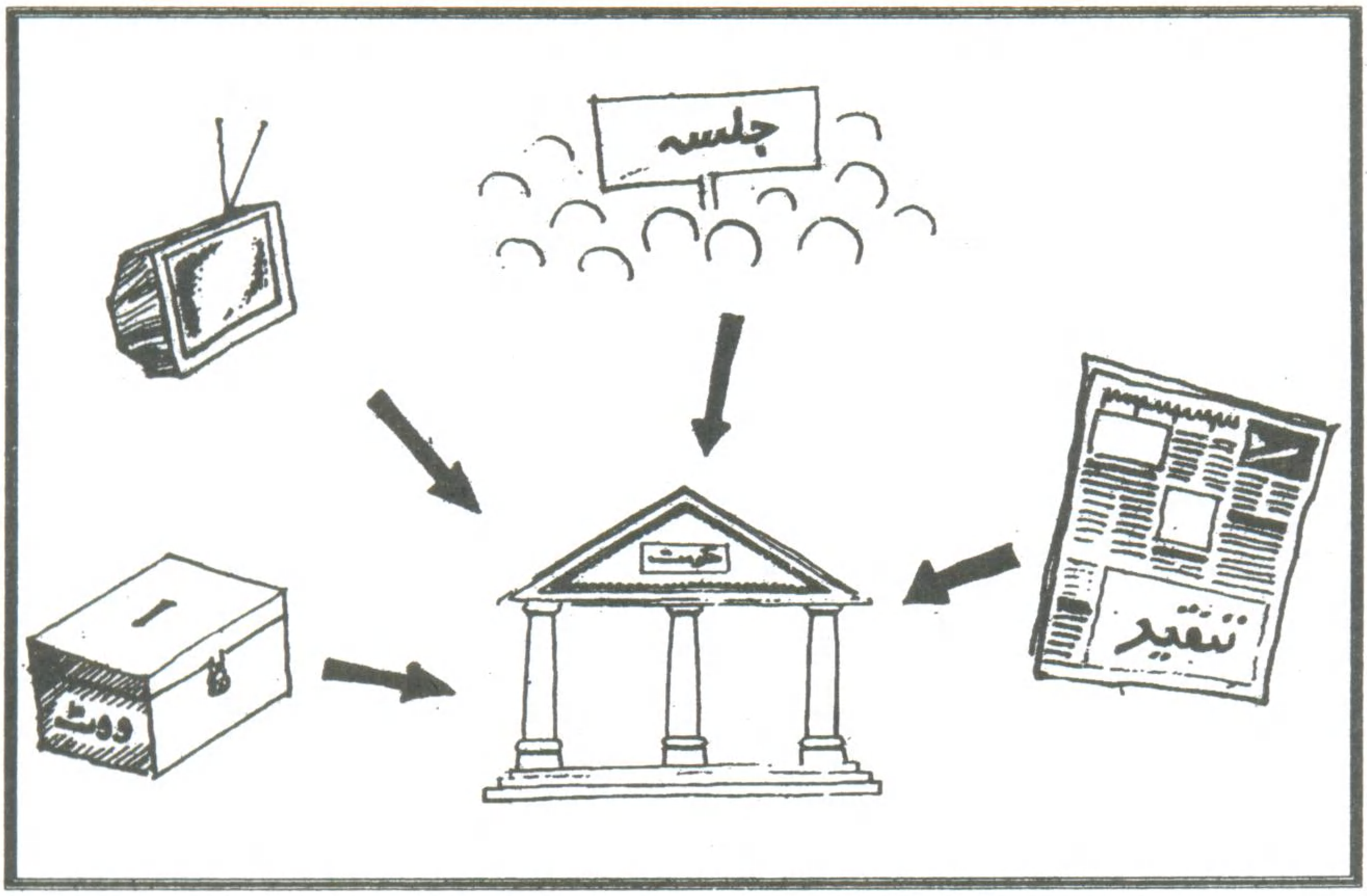

ذرائع ابلاغ کام کرتے ہیں، تنظیم سازی اور اجتماع کی آزادیاں ہوتی ہیں اور باقاعدہ انتخابات منعقد ہوتے ہیں۔ چنانچہ دانستہ یا نادانستہ طور پر ہونے والی غلطیوں کی بروقت نشاندہی بھی کی جاسکتی ہے اور اُنھیں ٹھیک کرنے کی گنجائش بھی موجود رہتی ہے۔

22- جمہوریت، مغربی تصور نہیں ہے۔ جمہوریت تمام انسانیت کے تاریخی تجربات کا نچوڑ اور ایک قابل عمل نظام حکومت ہے

ہمارے ہاں عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ جمہوریت ایک مغربی نظام ہے۔ یہ بات درست نہیں۔ جمہوریت کی بنیاد جن اُصولوں پر ہے وہ ساری اِنسانیت کی میراث ہے۔ اِنسانی تاریخ کے تمام حصوں میں، تمام علاقوں کے رہنے والے افراد اور گروہوں نے جمہوریت کی اَخلاقی اقدار تشکیل دینے میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ جمہوریت کے تین بنیادی تقاضے یعنی آزادی، اِنصاف اور فلاح، اِنسانیت کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ جمہوریت کی ابتدائی شکلیں اب سے تین ہزار سال پہلے یونان کی شہری جمہوریتوں میں نظر آئی تھیں، اِسی طرح اِسلام نے کالے کی گورے اور گورے کی کالے پر برتری کو غلط قرار دیا ہے تو یہ جمہوری عمل تھا۔ اِسلام کے سیاسی نظام میں بے لاگ احتساب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے جو جمہوریت کا ستون ہے۔ آئینی بادشاہت اور دستوری حکومت کا آغاز برطانیہ سے

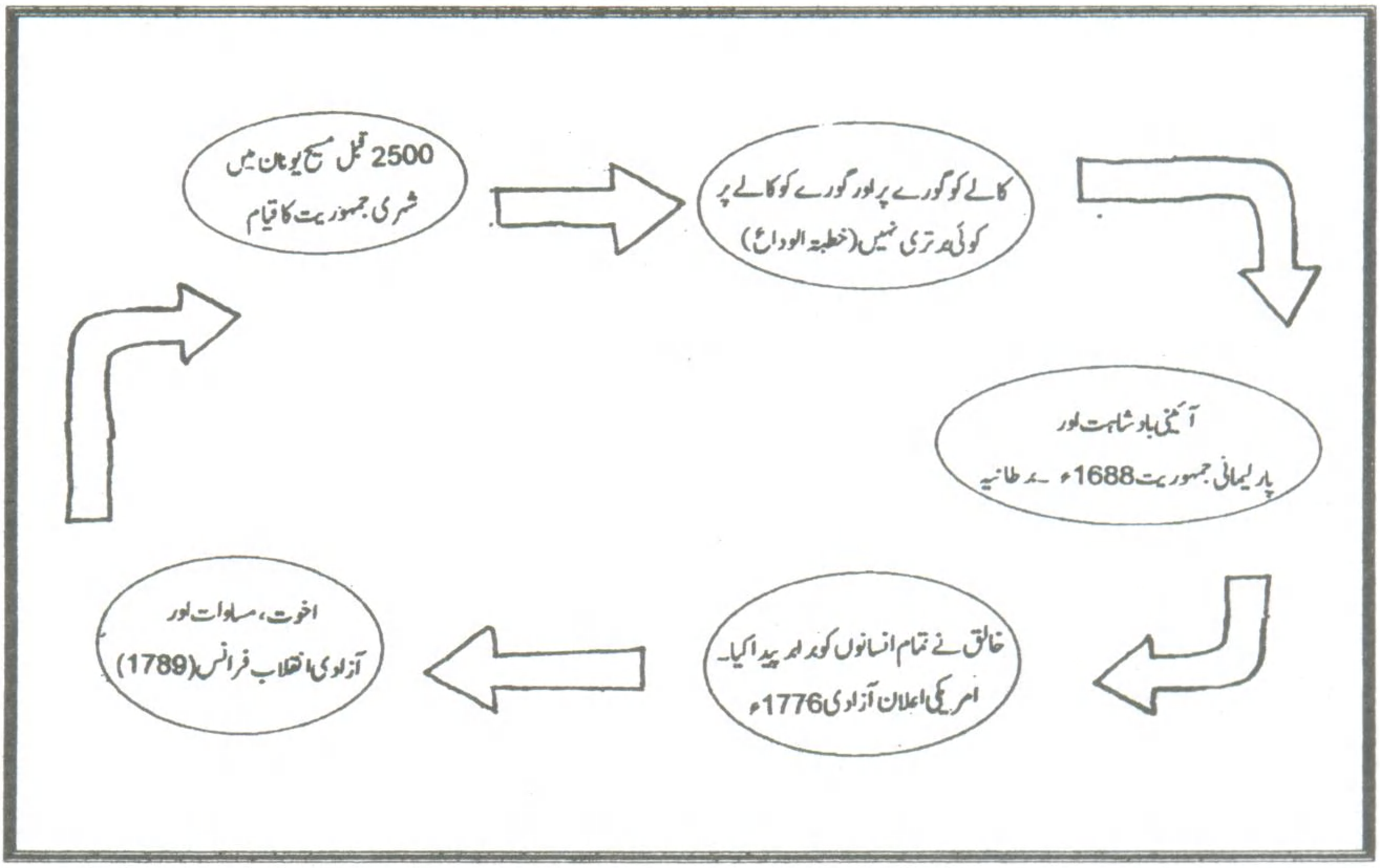

ہوا۔ آزادی، مساوات اور اخوت کا نعرہ لگانے والے اِنقلابِ فرانس نے اِنسانوں کے جمہوری خوابوں کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ امریکا کا اعلان آزادی، اِنسانی مساوات کے بیان سے شروع ہوتا ہے۔ جمہوریت تمام اِنسانیت کے تاریخی تجربات کا نچوڑ ہے، اِس پر مغرب یا مشرق کی چھاپ نہیں لگائی جاسکتی۔

23- جمہوریت میں مختلف اداروں اور ذرائع کی مدد سے تمام شہریوں، علاقوں، طبقات اور گروہوں کی اقتدار میں بھرپور شرکت کو یقینی بنایا جاتا ہے

وفاقی نظام محض مختلف دستوری وحدتوں کے مقامی اختیارات اور مشترکہ اختیارات کو سادہ طریقے سے جوڑ کر ایک مرکز میں جمع کر دینے کا نام نہیں ہے۔ وفاقی طرزِ حکومت، دراصل متفقہ دستوری ڈھانچے، کثیر فکری (سماج میں مختلف نقطۂ نظر کا بیک وقت پُرامن طور پر موجود ہونا) اور اشتراک اقتدار کی مدد سے ایسی جمہوری حکمرانی کو یقینی بناتا ہے جس میں محض عددی اکثریت کے بل پر کسی گروہ کو مستقل اقلیت میں نہ بدلا جائے اور نہ ہی سرمائے اور سیاسی اقتدار سے جغرافیائی فاصلے کی بنیاد پر کسی علاقے کو ترقی کے عمل سے باہر رکھا جاسکے۔

وفاقی جمہوری نظام میں، مختلف اداروں، ذرائع اور طریقہ کار کی مدد سے تمام شہریوں، علاقوں، طبقات اور گروہوں کی اقتدار میں بھرپور اور بامعنی شرکت نیز ان کے سیاسی، ثقافتی اور اقتصادی مفادات کا تحفظ یقینی بنایا جاتا ہے۔ مثلاً

آبادی کے لحاظ سے نمائندگی (قومی اسمبلی) یا مختلف صوبوں کی یکساں نمائندگی (سینٹ)، مخصوص گروہوں (عورتوں اور اقلیتوں) کے لیے خصوصی نمائندگی، علاقائی اور مقامی سطح پر خصوصی منتخب ادارے یا مرکز اور وفاقی وحدتوں میں اختیارات کی منصفانہ اور قابل عمل تقسیم وغیرہ۔

24- جمہوری نظام میں پچھڑے ہوئے علاقوں، گروہوں اور طبقات کو ترقی کے دھارے میں شریک کرنے کی شعوری کوشش کی جاتی ہے

ہر ریاست میں کچھ ایسے علاقے، گروہ اور طبقات موجود ہوتے ہیں جو تاریخی، جغرافیائی یا سیاسی وجوہات کی بنا پر ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کراچی ایک بندرگاہ ہے چنانچہ اِس شہر کے رہنے والوں کو جغرافیائی عوامل کے باعث جو معاشی مواقع میسر ہیں قدرتی طور پر ٹنڈو جام یا دادو میں رہنے والوں کو وہ مواقع نہیں مل سکتے، اِسی طرح ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستان میں رہنے والے ہندو ایک چھوٹی سی عددی اقلیت میں بدل گئے جس سے اُن کی سیاسی، معاشی اور سماجی حیثیت پر منفی اثرات مرتب ہوئے۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں کیلاش قومیت کے افراد آباد ہیں جو زبان اور ثقافت کے اعتبار سے ایک پچھڑی ہوئی اقلیت ہیں اور اُنھیں بہت کم معاشی مواقع میسر آتے ہیں۔

جمہوری نظام میں مثبت اقدامات، مراعات اور مختلف نوعیت کی ترغیبات کی مدد سے ایسے علاقوں، گروہوں اور طبقات کو ملک کے سیاسی، معاشی اور سماجی دھارے سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے جو کسی وجہ سے ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں۔ ایسے اقدامات مستقل نہیں ہوتے بلکہ اِن کے لیے ایک خاص مدت کی حد مقرر کی جاتی ہے اور اِن کا مقصد معاشرے میں موجود تمام گروہوں اور طبقات کے لیے ہموار سماجی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی ترقی کو یقینی بنانا ہوتا ہے۔

25- شفاف انتخابی عمل کے بغیر جمہوری نظام کے مقاصد اور امکانات کو بروئے کار نہیں لایا جا سکتا

جمہوریت بنیادی طور پر ایک عمرانی معاہدہ ہے جو اِنسانی اجتماع کے تمام مظاہر مثلاً قوانین، رسوم و رواج، اقدار،

پالیسیوں اوراداروں میں نبضِ حیات کی طرح متحرک طرزِ زندگی کی نشاندہی کرتا ہے۔ جمہوریت محض ایک مقررہ دن پر چھوٹے سے ڈبے میں کاغذ کا نشان زدہ ٹکڑا ڈال دینے کا نام نہیں ہے۔ جمہوریت کا منشا ووٹ کی مدد سے حکومت

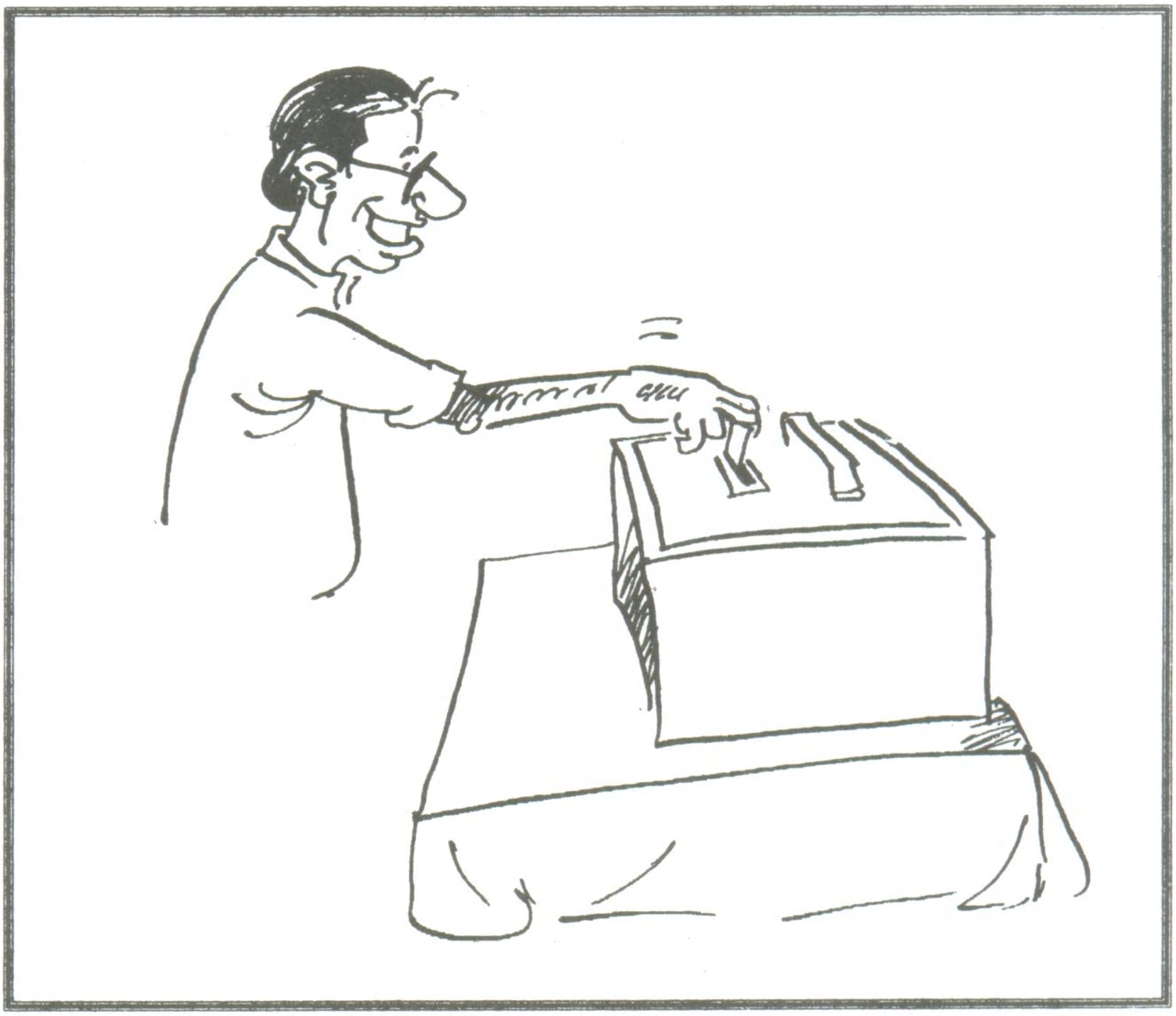

قائم کرنا ہی نہیں بلکہ ووٹ کی قوت سے ایسی حکومت کو اقتدار سے الگ کرنا بھی ہے جو عوام کا اعتماد کھو چکی ہو۔

بااین ہمہ شفاف انتخابی عمل جمہوریت کا لازمی حصہ ہے، اِس کا مطلب ہے کہ ریاست میں موجود ہر نوع کی سیاسی رائے، معاشی مفاد اور سماجی مظاہر کو رائے دہندگان تک رسائی اور اُن کے سامنے اپنا مجوزہ لائحہ عمل پیش کرنے کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ حکومتِ وقت اِس لحاظ سے مکمل طور پر غیر جانب دار ہو کہ ریاستی اداروں، وسائل اور انتظامی اثر ورسوخ کو رائے دہندگان کی آزادانہ ترجیح پر اثر انداز ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ ایسے قوانین نہ بنائے جائیں جن کا مقصد انتخابی نتائج پر اثر انداز ہونا ہو۔ رائے دینے کا عمل شفاف ہو جس میں رائے دہندگان کسی خوف یا ترغیب سے بالاتر ہو کر اپنی رائے کا آزادانہ اظہار کر سکیں، اُمیدوار رائے

دہندگان کی صحیح رائے سے مستفید ہوسکیں اور سیاسی جماعتیں اطمینان بخش طریقے سے رائے دہندگان میں اپنی پذیرائی کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرسکیں ۔ ووٹ ڈالنا جمہوری سیاسی عمل کا ایک بنیادی حصہ ہے، یہ ریاست اور شہریوں کے درمیان نیز رہنماؤں اور پیروکاروں کے مابین ایک نہایت اَرفع معاہدے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر اِس عمل کو روکا جائے ، اِسے مسخ کرنے کی کوشش کی جائے یا اِس میں رکاوٹ ڈالی جائے تو جمہوری نظام کی بنیادوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔

> ہم جمہوریت مانگنے والے راندۂ درگاہ پاکستان کی ترقی، خوشحالی اور استحکام سے مایوس نہیں ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے آنگنوں میں بچے ہنسیں، کھیتوں میں فصلیں لہرائیں، کارخانوں میں پہیہ چلے، مدرسوں میں علم کی گونج ہو۔حکمران ہماری رائے سے چنے جائیں، سرحدوں پر ہمارے محافظ اِس شعور کے ساتھ ہماری پاسبانی کریں کہ عوام بالادست اور فیصلہ ساز قوت ہیں۔فوج سرحدوں کی پاسبان ہے، ہمارے اجتماعی امکان کی محتسب نہیں ۔ پاکستان کا نام قوموں کی برادری میں علم، ترقی اور امن کے حوالے سے اونچا ہوگا اور یہ تبھی ہوگا جب عوام حکمران ہوں گے۔عوام کی حاکمیت ہی کو جمہوریت کہا جاتا ہے۔
>
> جمہوریت زندہ باد!
>
> اقتباس از اداریہ ماہنامہ ''نوائے انسان''
>
> نومبر 1999ء

ضمیمہ

یہ کتابچے اِنسانی حقوق کے لیے عوامی آگہی پیدا کرنے والوں کی سہولت کی غرض سے شائع کیے جاتے ہیں۔ چونکہ سہولت کار حقوق کے بنیادی تصورات کی وضاحت کے لیے وسیع پیمانے پر عوامی رابطوں میں رہتے ہیں اِس لیے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ زبان و اصطلاحات کو سادہ تر رکھا جائے۔ اِس کے باوجود ذیل میں چند الفاظ اور اصطلاحات کو مزید آسان زبان میں بیان کیا جاتا ہے:

ویٹو: کسی فیصلے یا قانون کو نامنظور کرنے کا حق

مقننہ: قانون ساز اِدارہ

احتسابی اختیار: جانچ پڑتال کا حق

الوہی: ربانی، خدا کی طرف سے عطا کردہ

تنوع: رنگارنگی، قسم قسم کا ہونا

منضبط کرنا: ضابطے میں لانا، ترتیب دینا

ظلِ سبحانی: خدا کا سایہ (مراد بادشاہت خدا کی دَین ہے)

چند سری حکومت: جہاں تمام اختیارات مخصوص لوگوں کے ہاتھ میں ہوں

مطلق العنان: تمام اختیارات کا مالک، آمر

عارضۂ قلب: دِل کی بیماری

عسکری قوت: فوجی طاقت

سر بُریدن لازم است: سر قلم کرنا ضروری ہے

چقماق: ایک پتھر جسے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے

اِرتقا: رفتہ رفتہ ترقی کرنا

جامد: جس میں کوئی حرکت یا تبدیلی نہ ہو

مفروضات: فرض کی گئی باتیں یا معاملات

جوار بھاٹا: سمندر کا اُتار چڑھاؤ

افراط و تفریط: کمی بیشی، غیر متوازن حالت

اختلاط: میل جول، ملاپ

ساکھ: عزت، وقار

افادیت: فائدہ، نفع

منبع: مرکز، وہ جگہ جہاں سے چشمہ نکلتا ہے

مظاہر: ظاہر ہونے کی جگہیں، عملی صورتیں

پچھڑے ہوئے: پیچھے رہ جانے والے، پس ماندہ

نبضِ حیات: زندہ ہونے کی علامت

نشان زدہ کاغذ: مراد ووٹ کی پرچی

با ایں ہمہ: اِن سب باتوں کے باوجود

مجوزہ لائحہ عمل: مقررہ منصوبہ، طے کردہ پروگرام

پذیرائی: اہمیت دینا، قبولیت، اِستقبال

اَرفع: اعلیٰ، بلند تر

مسخ کرنا: صورت بگاڑنا

راندۂ درگاہ: درگاہِ الٰہی یا شاہی دربار سے نکالا گیا شخص

محتسب: حساب لینے والا، کوتوال، قاضی

کوئی اکثریت چاہے وہ کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو کسی کمزور سے کمزور اقلیت کے حقوق کو غصب نہیں کر سکتی چنانچہ اس کے اندر بیک وقت آزاد عدالتیں، اعلیٰ عدلیہ اور دستوری عدالتیں موجود ہوتی ہیں۔ بلاشبہ جمہوریت میں یہ بحث و مباحثہ بھی ہوتا ہے کہ کسے منصف بنایا جائے۔ جمہوریت کو بہت سے تناؤ اور تحریکوں میں زندہ رہنا ہوتا ہے۔ ہم جمہوریت کی ارتقاء کی آخری حد تک نہیں پہنچ سکتے۔ جمہوریت بذات خود کسی چیز کا نام نہیں چاہے وہ ہمارے پاس ہے یا نہیں ہے، جمہوریت تو ایک مسلسل عمل کا نام ہے

آرنو کیلر

Financial Assistance

TAIWAN FOUNDATION
for DEMOCRACY
財團法人臺灣民主基金會